﴿وَذَكِّرْ فَإِنَّ الذِّكْرٰى تَنْفَعُ الْمُؤْمِنِيْنَ﴾

اور نصیحت کیجیے، بلاشبہ نصیحت مومنین کو نفع پہنچاتی ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۸ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

تذکیر بآلاءِ اللہ

حضرت الشاہ ولی اللہ رحمۃ اللہ علیہ دہلوی نے ایک عجیب کتاب مسمٰی بحجۃ اللہ البالغہ لکھی ہے۔ جس میں فلسفہ شریعت پر بحث کی ہے۔ یعنی ہر حکم شریعت میں اللہ تعالےٰ نے کونسی حکمت مضمر رکھی ہے۔ اور وہ کتاب اتنی مشکل ہے۔ اور اس میں شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ نے عجیب اسرار و حِکَم بیان فرمائے ہیں۔ اور وہ کتاب اسرار و حِکَم مسائل شرعیہ کی جامع اور ادقّ ہے۔ اس کتاب کو فقط وہی شخص پڑھ سکتا ہے جو اس نصاب تعلیم پر عبور کر چکا ہو۔ جو عالم اور فاضل بننے کے لئے ہندوستان کے مدارس عربیہ میں رائج الوقت ہے۔

بشرطیکہ

اس خوش قسمت طالب العلم کو ہمہ فنون کا واقف استاد مل جائے۔ اللھم یسر ولا تعسر ھذا الکتاب علی علماء الکرام

اس کتاب

میں ایک مضمون ہے۔ جس کے تین حصے ہیں۔ تذکیر بآلاء اللہ۔ تذکیر بایام اللہ۔ تذکیر بما بعد الموت۔ یہ آج کے مضمون کی تمہید تھی

نمبر۱

تذکیر بآلاء اللہ (تعالیٰ) ہے

یعنی اللہ تعالیٰ اپنی نعمتیں یاد دلاکر بندوں کو راہ راست پر لانا چاہتا ہے

پہلی نعمت

قولہ تعالیٰ (وَاللّٰہُ جَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡۢ بُیُوۡتِکُمۡ سَکَنًا)

(سورہ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے گھروں کو تمہارے لئے آرام کی جگہ بنایا ہے۔

دوسری نعمت

قولہ تعالیٰ (وَجَعَلَ لَکُمۡ مِّنۡ جُلُوۡدِ الۡاَنۡعَامِ بُیُوۡتًا تَسۡتَخِفُّوۡنَہَا یَوۡمَ ظَعۡنِکُمۡ وَیَوۡمَ اِقَامَتِکُمۡ (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور تمہارے لئے چارپایوں کی کھالوں سے خیمے بنائے جنہیں تم اپنے سفر میں اور قیام کے دن ہلکے پاتے ہو۔

تیسری اور چوتھی اور پانچویں نعمت

قولہ تعالیٰ (وَمِنۡ اَصۡوَافِہَا وَاَوۡبَارِہَا وَاَشۡعَارِہَاۤ اَثَاثًا وَّمَتَاعًا اِلٰی حِیۡنٍ ۝)

(سورہ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور بھیڑوں کی اون سے اور اونٹوں کے روؤں سے اور بکریوں کے بالوں

سے کتنے ہی سامان اور مفید چیزیں وقت مقرر تک کے لئے بنا دیں۔

چھٹی نعمت

قوله تعالیٰ (وَاللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّمَّا خَلَقَ ظِلٰلًا) (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور اللہ (تعالیٰ) نے تمہارے لئے اپنی بنائی ہوئی چیزوں کے سائے بنا دئے۔

یعنی

ایسی چیزیں پیدا کردیں۔ جن کے سایہ میں آرام پاتے ہو۔ مثلاً کیکر کا درخت۔ بیری کا درخت شیشم کا درخت۔ وغیر ذٰلک

ساتویں نعمت

قوله تعالیٰ (وَّجَعَلَ لَكُمْ مِّنَ الْجِبَالِ اَكْنَانًا) (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور پہاڑوں میں تمہارے لئے چھپنے کی جگہیں بنا دیں۔

یعنی

پہاڑوں میں غاریں بنا دیں۔ جن میں تم چھپ سکتے ہو۔ یہ بھی اللہ (تعالیٰ) کا انسانوں پر ایک بہت بڑا احسان ہے۔

آٹھویں اور نویں نعمت

(قوله تعالیٰ (وَّجَعَلَ لَكُمْ سَرَابِيْلَ تَقِيْكُمُ الْحَرَّ وَسَرَابِيْلَ تَقِيْكُمْ بَاْسَكُمْ كَذٰلِكَ يُتِمُّ نِعْمَتَهٗ عَلَيْكُمْ لَعَلَّكُمْ تُسْلِمُوْنَ ٥) (سورۃ النحل رکوع ۱۱ پارہ ۱۴)

ترجمہ۔ اور تمہیں کُرتے بنا دئے۔ جو تمہیں گرمی سے بچاتے ہیں۔ اور زرہیں جو تمہیں لڑائی میں بچاتی ہیں۔ اس طرح اللہ (تعالیٰ) اپنا احسان تم پر پورا کرتا ہے۔ تاکہ تم فرمانبردار ہو جاؤ۔

دونوں نعمتیں

جو ما سبق میں مذکور ہو چکیں ہیں۔ وہ یہ ہیں۔ ایک کُرتے وہ ہیں جو گرمی سے بدن کو بچاتے ہیں۔ اور دوسرے کُرتے وہ ہیں جو جنگ میں تلوار کے زخم سے بچاتے ہیں۔ یعنی زرہیں جو میدان جنگ میں بہادروں کو دشمن کی تلوار سے بچاتی ہیں۔

نمبر ۲

تذکیر بایام اللہ (تعالیٰ)

اس موضوع پر ان قوموں کے حالات بیان کئے جائیں گے جو اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرکے تباہ ہوئی ہیں تاکہ موجودہ نسل ان کے حالات سے اطلاع پاکر عبرت حاصل کریں

نمبر ۱

حضرت نوح علیہ السلام کی قوم

قوله تعالیٰ (لَقَدْ اَرْسَلْنَا نُوْحًا اِلٰى قَوْمِهٖ فَقَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ اِنِّيْۤ اَخَافُ عَلَيْكُمْ عَذَابَ يَوْمٍ عَظِيْمٍ قَالَ الْمَلَاُ مِنْ قَوْمِهٖۤ اِنَّا لَنَرٰىكَ فِيْ ضَلٰلٍ مُّبِيْنٍ قَالَ يٰقَوْمِ لَيْسَ بِيْ ضَلٰلَةٌ وَّلٰكِنِّيْ رَسُوْلٌ مِّنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ ٥ اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنْصَحُ لَكُمْ وَاَعْلَمُ مِنَ اللّٰهِ مَا لَا تَعْلَمُوْنَ ٥) (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ بیشک ہم نے نوح (علیہ السلام) کو اس کی قوم کی طرف بھیجا۔ پس اس نے کہا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں میں تم پر ایک بڑے دن کے عذاب سے ڈرتا ہوں۔ اس کی قوم کے سرداروں نے کہا۔ ہم تجھے صریح گمراہی میں دیکھتے ہیں

فرمایا اے میری قوم میں ہرگز گمراہ نہیں ہوں۔ لیکن رب العالمین کی طرف سے رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اپنے رب کے پیغام پہنچانے کے لئے بھیجا گیا ہوں۔ اور میں تمہاری خیر خواہی کرتا ہوں۔ اور اللہ (تعالیٰ) کی طرف سے وہ بات جانتا ہوں جو تم نہیں جانتے۔

بالآخر

قوله تعالیٰ (فَكَذَّبُوْهُ فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ فِي الْفُلْكِ وَاَغْرَقْنَا الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا اِنَّهُمْ كَانُوْا قَوْمًا عَمِيْنَ ٥) (سورۃ الاعراف رکوع ۸ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہوں نے اسے جھٹلایا۔ پھر ہم نے اسے اور اس کے ساتھیوں کو کشتی میں بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ انہیں غرق کردیا۔ بیشک وہ لوگ اندھے تھے۔

تذکیرہ بایام اللہ کا مضمون باقی ہے جو انشاء اللہ تعالیٰ آئندہ عرض کیا جائے گا۔ وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۷ رجب المرجب ۱۳۸۱ھ مطابق ۵ جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ الْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

تذکیر بایام اللہ تعالیٰ کا بقیہ مضمون

نمبر ۲

قوم عاد کا واقعہ

ہود علیہ السلام کا قوم کو دعوت دینا

قولہ تعالیٰ (وَاِلٰى عَادٍ اَخَاهُمْ هُوْدًا ۚ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ اَفَلَا تَتَّقُوْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہودؑ کو بھیجا فرمایا۔ اے میری قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا میرا کوئی معبود نہیں۔ سو کیا تم ڈرتے نہیں۔ اس کی قوم کے کافر سردار بولے۔ ہم تو تمہیں بیوقوف سمجھتے ہیں۔ اور ہم تجھے جھوٹا خیال کرتے ہیں۔

ہود علیہ السلام کا قوم کو جواب دینا

فرمایا۔ اے میری قوم میں بیوقوف نہیں ہوں۔ لیکن میں پروردگار عالم کی طرف سے بھیجا ہوا ہوں۔

کس کام کے لئے

قولہ تعالیٰ (اُبَلِّغُكُمْ رِسٰلٰتِ رَبِّيْ وَاَنَا لَكُمْ نَاصِحٌ اَمِيْنٌ ۝ اَوَعَجِبْتُمْ اَنْ جَآءَكُمْ ذِكْرٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ عَلٰى رَجُلٍ مِّنْكُمْ لِيُنْذِرَكُمْ ۚ وَاذْكُرُوْٓا اِذْ جَعَلَكُمْ خُلَفَآءَ مِنْۢ بَعْدِ قَوْمِ نُوْحٍ وَّزَادَكُمْ فِي الْخَلْقِ بَصْۜطَةً ۚ فَاذْكُرُوْٓا اٰلَآءَ اللّٰهِ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ تمہیں اپنے رب کے پیغام پہنچاتا ہوں۔ اور میں تمہارا امانتدار خیر خواہ ہوں۔ کیا تمہیں تعجب ہوا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تمہیں میں سے ایک مرد کی زبانی تمہارے پاس نصیحت آئی۔ تا کہ تمہیں ڈرائے اور یاد کرو جب کہ تمہیں نوحؑ کے بعد جانشین بنایا۔ اور ڈیل ڈول میں تمہیں پھیلاؤ زیادہ دیا۔ سو اللہ (تعالےٰ) کی نعمتوں کو یاد کرو۔ تا کہ تم نجات پاؤ۔

قوم کا ہود علیہ السلام کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالُوْٓا اَجِئْتَنَا لِنَعْبُدَ اللّٰهَ وَحْدَهٗ وَنَذَرَ مَا كَانَ يَعْبُدُ اٰبَآؤُنَا ۚ فَاْتِنَا بِمَا تَعِدُنَآ اِنْ كُنْتَ مِنَ الصّٰدِقِيْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ انہوں نے کہا۔ کیا تو ہمارے پاس اس لئے آیا ہے کہ ہم ایک اللہ (تعالےٰ) کی بندگی کریں۔ اور ہمارے باپ دادا جنہیں پوجتے رہے انہیں چھوڑ دیں۔ پس جس چیز سے تو ہمیں ڈراتا ہے۔ وہ لے آ۔ اگر تو سچا ہے

حضرت ہود علیہ السلام کا قوم کو جواب

قولہ تعالیٰ (قَالَ قَدْ وَقَعَ عَلَيْكُمْ مِّنْ رَّبِّكُمْ رِجْسٌ وَّغَضَبٌ ۚ اَتُجَادِلُوْنَنِيْ فِيْٓ اَسْمَآءٍ سَمَّيْتُمُوْهَآ اَنْتُمْ وَاٰبَآؤُكُمْ مَّا نَزَّلَ اللّٰهُ بِهَا مِنْ سُلْطٰنٍ ۚ فَانْتَظِرُوْٓا اِنِّيْ مَعَكُمْ مِّنَ الْمُنْتَظِرِيْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ فرمایا۔ تمہارے رب کی طرف سے تم پر عذاب اور غصہ واقع ہو چکا مجھ سے ان ناموں پر کیوں جھگڑتے ہو۔ جو تم نے اور تمہارے باپ دادوں نے مقرر کئے ہیں۔ اللہ (تعالیٰ) نے ان کی کوئی دلیل نہیں اتاری۔ سو انتظار کرو میں بھی تمہارے ساتھ انتظار کرنے والا ہوں۔

پھر نتیجہ بالآخر یہ نکلا

قولہ تعالیٰ (فَاَنْجَيْنٰهُ وَالَّذِيْنَ مَعَهٗ بِرَحْمَةٍ مِّنَّا وَقَطَعْنَا دَابِرَ الَّذِيْنَ كَذَّبُوْا بِاٰيٰتِنَا وَمَا كَانُوْا مُؤْمِنِيْنَ ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۹ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر ہم نے اس کے ساتھیوں کو اپنی رحمت سے بچا لیا۔ اور جو ہماری آیتوں کو جھٹلاتے تھے۔ ان کی جڑ کاٹ دی۔ اور وہ مؤمن نہیں تھے۔

نمبر ۳

قوم ثمود کا واقعہ

حضرت صالح علیہ السلام کا قوم کو دعوت

قولہ تعالیٰ (وَاِلٰى ثَمُوْدَ اَخَاهُمْ صٰلِحًا ۘ قَالَ يٰقَوْمِ اعْبُدُوا اللّٰهَ مَا لَكُمْ مِّنْ اِلٰهٍ غَيْرُهٗ ۚ قَدْ جَآءَتْكُمْ بَيِّنَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ ۚ هٰذِهٖ نَاقَةُ اللّٰهِ لَكُمْ اٰيَةً فَذَرُوْهَا تَاْكُلْ فِيْٓ اَرْضِ اللّٰهِ وَلَا تَمَسُّوْهَا بِسُوْٓءٍ فَيَاْخُذَكُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ) (سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اور ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح (علیہ السلام) کو بھیجا۔ فرمایا۔ اے میری

قوم اللہ (تعالیٰ) کی بندگی کرو۔ اس کے سوا تمہارا کوئی معبود نہیں۔ تمہیں تمہارے رب کی طرف سے دلیل پہنچ چکی ہے یہ اللہ (تعالےٰ) کی اونٹنی تمہارے لئے نشانی ہے۔ سو اسے چھوڑ دو۔ کہ اللہ (تعالےٰ) کی زمین میں کھائے۔ اور اسے بُری طرح سے ہاتھ نہ لگاؤ۔ ورنہ تمہیں دردناک عذاب پکڑے گا۔

قولہ تعالیٰ (قَالَ الْمَلَاُ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْا مِنْ قَوْمِهٖ لِلَّذِیْنَ اسْتُضْعِفُوْا لِمَنْ اٰمَنَ مِنْهُمْ اَتَعْلَمُوْنَ اَنَّ صٰلِحًا مُّرْسَلٌ مِّنْ رَّبِّهٖ قَالُوْۤا اِنَّا بِمَاۤ اُرْسِلَ بِهٖ مُؤْمِنُوْنَ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اس قوم کے متکبر سرداروں نے غریبوں سے کہا۔ جو ایمان لا چکے تھے۔ کیا تمہیں یقین ہے۔ کہ صالحؑ کو اس کے رب نے بھیجا ہے۔ انہوں نے کہا۔ کہ جو وہ لے کر آیا ہے۔ ہم اس پر ایمان لانے والے ہیں۔

متکبر لوگوں نے صالح علیہ السلام کے پیغام الٰہی کو ماننے سے انکار کیا

قولہ تعالیٰ (قَالَ الَّذِیْنَ اسْتَكْبَرُوْۤا اِنَّا بِالَّذِیْۤ اٰمَنْتُمْ بِهٖ كٰفِرُوْنَ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ متکبروں نے کہا۔ جس پر تمہیں یقین ہے۔ ہم اسے نہیں مانتے۔

ان متکبروں نے پیغمبروں کیخلاف یہ حرکت کی

قولہ تعالیٰ (فَعَقَرُوا النَّاقَةَ وَعَتَوْا عَنْ اَمْرِ رَبِّهِمْ وَقَالُوْا یٰصٰلِحُ ائْتِنَا بِمَا تَعِدُنَاۤ اِنْ كُنْتَ مِنَ الْمُرْسَلِیْنَ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر اونٹنی کے پاؤں کاٹ ڈالے۔ اور اپنے رب کے حکم سے سرکشی کی۔ اور کہا۔ اے ہم پر جس سے ہمیں ڈراتا تھا۔ اگر تو رسول ہے

پھر ان پر عذاب الٰہی آیا

قولہ تعالیٰ (فَاَخَذَتْهُمُ الرَّجْفَةُ فَاَصْبَحُوْا فِیْ دَارِهِمْ جٰثِمِیْنَ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر انہیں زلزلہ نے آپکڑا۔ پھر صبح کو اپنے گھروں میں اوندھے پڑے ہوئے رہ گئے۔

اس قوم کے تباہ ہونیکے بعد پیغمبر وقت نے ان کی تباہی کا باعث ان کی بداعمالی کو ٹھہرایا

قولہ تعالیٰ (فَتَوَلّٰى عَنْهُمْ وَقَالَ یٰقَوْمِ لَقَدْ اَبْلَغْتُكُمْ رِسَالَةَ رَبِّیْ وَنَصَحْتُ لَكُمْ وَلٰكِنْ لَّا تُحِبُّوْنَ النّٰصِحِیْنَ۝)

(سورۃ الاعراف رکوع ۱۰ پارہ ۸)

ترجمہ۔ پھر صالح (علیہ السلام) ان سے مونہہ موڑ کر چلے۔ اور فرمایا۔ اے میری قوم میں تمہیں اپنے رب کا پیغام پہنچا دیا۔ اور تمہاری خیر خواہی کی۔ لیکن تم خیر خواہی کو پسند نہیں کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۴ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۲ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

تذکیر بما بعد الموت

آپ کو یاد ہوگا۔ میں نے عرض کیا تھا۔ کہ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اپنی کتاب لاجواب "حجۃ اللہ البالغہ" میں علم التذکیر کی تین قسمیں کی ہیں۔

۱۔ تذکیر بآلاء اللہ
۲۔ تذکیر بایام اللہ
۳۔ تذکیر بما بعد الموت

دو قسم کی تذکیرات کی تفصیل پہلے بیان ہو چکی ہے آج قسم سوم یعنی

تذکیر بما بعد الموت

کی مثالیں قرآن مجید سے بیان کی جائینگی۔

پہلی مثال

فَمَنْ اَظْلَمُ مِمَّنِ افْتَرٰی عَلَی اللّٰہِ کَذِبًا اَوْ کَذَّبَ بِاٰیٰتِہٖ اُولٰٓئِکَ یَنَالُھُمْ نَصِیْبُھُمْ مِّنَ الْکِتٰبِ حَتّٰٓی اِذَا جَآءَتْھُمْ رُسُلُنَا یَتَوَفَّوْنَھُمْ قَالُوْٓا اَیْنَ مَا کُنْتُمْ تَدْعُوْنَ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ قَالُوْا ضَلُّوْا عَنَّا وَشَھِدُوْا عَلٰٓی اَنْفُسِھِمْ اَنَّھُمْ کَانُوْا کٰفِرِیْنَ ○ قَالَ ادْخُلُوْا فِیْٓ اُمَمٍ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِکُمْ مِّنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ فِی النَّارِ کُلَّمَا دَخَلَتْ اُمَّۃٌ لَّعَنَتْ اُخْتَھَا حَتّٰٓی اِذَا ادَّارَکُوْا فِیْھَا جَمِیْعًا قَالَتْ اُخْرٰىھُمْ لِاُوْلٰىھُمْ رَبَّنَا ھٰٓؤُلَآءِ اَضَلُّوْنَا فَاٰتِھِمْ عَذَابًا ضِعْفًا مِّنَ النَّارِ قَالَ لِکُلٍّ ضِعْفٌ وَّلٰکِنْ لَّا تَعْلَمُوْنَ ○ وَقَالَتْ اُوْلٰىھُمْ لِاُخْرٰىھُمْ فَمَا کَانَ لَکُمْ عَلَیْنَا مِنْ فَضْلٍ فَذُوْقُوا الْعَذَابَ بِمَا کُنْتُمْ تَکْسِبُوْنَ ○

(سورۃ الاعراف رکوع ۴ پارہ ۸)

ترجمہ۔ اس سے زیادہ ظالم کون ہوگا۔ جو اللہ (تعالےٰ) پر بہتان باندھے یا اس کے حکموں کو جھٹلائے۔ ان لوگوں کا جو نصیب ہے۔ وہ ان کو مل جائے گا۔ یہاں تک کہ جب ان کے ہاں ہمارے بھیجے ہوئے فرشتے ان کی روح قبض کرنے کے لئے آئنگے تو کہیں گے۔ کہ وہ کہاں گئے اللہ (تعالےٰ) کو چھوڑ کر جن کی تم عبادت کیا کرتے تھے کہیں گے۔ ہم سے سب غائب ہوگئے۔ اور اپنے کافر ہونے کا اقرار کرنے لگیں گے فرمائے گا۔ جنوں اور آدمیوں میں سے جو اُمتیں تم سے پہلے ہوچکی ہیں۔ ان کیساتھ دوزخ میں داخل ہو جاؤ۔ جب ایک امت داخل ہوگی تو دوسری پر لعنت کرے گی یہاں تک کہ جب اس میں سب گر جائیں گے۔ تو ان کے پچھلے پہلوں سے کہیں گے اے رب ہمارے ہمیں انہوں نے گمراہ کیا۔ سو تو انہیں آگ کا دگنا عذاب دے فرمائے گا۔ کہ دونوں کو دگنا ہے۔ لیکن تم نہیں جانتے اور پہلے پچھلوں سے کہیں گے۔ پس تمہیں ہم پر کوئی فضیلت نہیں۔ پس بسبب اپنی کمائی کے عذاب چکھو۔

دوسری مثال

وَالَّذِیْنَ کَسَبُوا السَّیِّاٰتِ جَزَآءُ سَیِّئَۃٍ ۭ بِمِثْلِھَا ۙ وَتَرْھَقُھُمْ ذِلَّۃٌ مَا لَھُمْ مِّنَ اللّٰہِ مِنْ عَاصِمٍ کَاَنَّمَآ اُغْشِیَتْ وُجُوْھُھُمْ قِطَعًا مِّنَ الَّیْلِ مُظْلِمًا اُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ ○ وَیَوْمَ نَحْشُرُھُمْ جَمِیْعًا ثُمَّ نَقُوْلُ لِلَّذِیْنَ اَشْرَکُوْا مَکَانَکُمْ اَنْتُمْ وَشُرَکَآؤُکُمْ فَزَیَّلْنَا بَیْنَھُمْ وَقَالَ شُرَکَآؤُھُمْ مَّا کُنْتُمْ اِیَّانَا تَعْبُدُوْنَ ○ فَکَفٰی بِاللّٰہِ شَھِیْدًا بَیْنَنَا وَبَیْنَکُمْ اِنْ کُنَّا عَنْ عِبَادَتِکُمْ لَغٰفِلِیْنَ ○

(سورۃ یونس رکوع ۳ پارہ ۱۱)

ترجمہ۔ اور جنہوں نے بُرے کام کئے۔ تو بُرائی کا بدلہ ویسا ہی ہوگا اور ان پر ذلت چھائے گی اور انہیں اللہ (تعالیٰ) سے بچانے والا کوئی نہ ہوگا گویا کہ ان کے مونہوں پر اندھیری رات کے ٹکڑے اوڑھا دئے گئے ہیں۔ یہی دوزخی ہیں۔ وہ اس میں ہمیشہ رہینگے اور جس دن ہم ان سب کو جمع کریں گے۔ پھر مشرکوں سے کہیں گے۔ تم اور تمہارے شریک اپنی اپنی جگہ کھڑے ہو تو ہم ان میں پھوٹ ڈال دیں گے۔ اور ان کے شریک کہیں گے کہ تم ہماری عبادت نہیں کرتے تھے۔ سو اللہ (تعالےٰ) ہمارے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے کہ ہمیں تمہاری خبر ہی نہ تھی۔

تیسری مثال

وَمَنْ خَفَّتْ مَوَازِيْنُهٗ فَاُولٰٓئِكَ الَّذِيْنَ خَسِرُوْٓا اَنْفُسَهُمْ فِيْ جَهَنَّمَ خٰلِدُوْنَ ۝ تَلْفَحُ وُجُوْهَهُمُ النَّارُ وَهُمْ فِيْهَا كٰلِحُوْنَ ۝ اَلَمْ تَكُنْ اٰيٰتِيْ تُتْلٰى عَلَيْكُمْ فَكُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ ۝ قَالُوْا رَبَّنَا غَلَبَتْ عَلَيْنَا شِقْوَتُنَا وَكُنَّا قَوْمًا ضَآلِّيْنَ رَبَّنَآ اَخْرِجْنَا مِنْهَا فَاِنْ عُدْنَا فَاِنَّا ظٰلِمُوْنَ ۝ قَالَ اخْسَـُٔوْا فِيْهَا وَلَا تُكَلِّمُوْنِ ۝ اِنَّهٗ كَانَ فَرِيْقٌ مِّنْ عِبَادِيْ يَقُوْلُوْنَ رَبَّنَآ اٰمَنَّا فَاغْفِرْ لَنَا وَارْحَمْنَا وَاَنْتَ خَيْرُ الرّٰحِمِيْنَ ۝ فَاتَّخَذْتُمُوْهُمْ سِخْرِيًّا حَتّٰٓى اَنْسَوْكُمْ ذِكْرِيْ وَكُنْتُمْ مِّنْهُمْ تَضْحَكُوْنَ ۝

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ اور جس کا پلہ ہلکا ہوگا۔ تو وہی یہ لوگ ہوں گے جنہوں نے اپنا نقصان کیا۔ ہمیشہ جہنم میں رہنے والے ہونگے ان کے مونہوں کو آگ جھلس دے گی۔ اور وہ اس میں بدشکل ہونے والے ہوں گے۔ کیا تمہیں ہماری آئیتیں نہیں سنائی جاتی تھیں۔ پھر تم انہیں جھٹلاتے تھے۔

(اِنِّيْ جَزَيْتُهُمُ الْيَوْمَ بِمَا صَبَرُوْٓا اَنَّهُمْ هُمُ الْفَآئِزُوْنَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ آج میں نے انہیں ان کے صبر کا بدلہ دیا کہ وہی کامیاب ہوئے۔

اللہ تعالیٰ کا دوزخیوں سے ایک سوال

(قٰلَ كَمْ لَبِثْتُمْ فِي الْاَرْضِ عَدَدَ سِنِيْنَ ۝)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ (اللہ تعالیٰ) فرمائے گا تم زمین میں گنتی کے کتنے برس رہے۔

دوزخی اللہ تعالیٰ کو جواب دیں گے

(قَالُوْا لَبِثْنَا يَوْمًا اَوْ بَعْضَ يَوْمٍ فَسْـَٔلِ الْعَآدِّيْنَ)

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ کہیں گے۔ ایک دن یا اس سے بھی کم رہے۔ پس آپ گنتی والوں سے پوچھ لیں

اللہ تعالیٰ کا جواب الجواب

قٰلَ اِنْ لَّبِثْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا لَّوْ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۝ اَفَحَسِبْتُمْ اَنَّمَا خَلَقْنٰكُمْ عَبَثًا وَّاَنَّكُمْ اِلَيْنَا لَا تُرْجَعُوْنَ

(سورۃ المومنون رکوع ۶ پارہ ۱۸)

ترجمہ۔ فرمائے گا۔ تم اس میں بہت نہیں۔ تھوڑا ہی رہے ہو۔ کاش کہ تم سمجھ لیتے۔ سو کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ ہم نے تمہیں نکما پیدا کیا ہے۔ اور یہ کہ تم ہمارے پاس لوٹ کر نہیں آؤ گے۔

زندہ جانور کے کاٹے ہوئے اعضاء کا کھانا جائز نہیں

حضرت ابو واقد لیثی رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ جب (مکہ سے ہجرت فرما کے) مدینہ تشریف لائے تو یہاں (ایک نہایت سنگدلانہ طریقہ رائج تھا کہ) کچھ لوگ کھانے کے لئے اپنے زندہ اونٹ کا کوہان کاٹ لیتے اور اسی طرح دنبوں کی چکی کاٹ لیتے (اور پھر اس اونٹ اور دنبہ کا علاج کر لیتے) تو رسول اللہ ﷺ نے اس بارے میں فرمایا کہ کسی زندہ جانور میں سے جو گوشت کاٹا جائے گا وہ مردار ہے، اس کا کھانا جائز نہیں۔ جامع ترمذی

خطبہ یوم الجمعہ ۱۱ شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۹ جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ الحمد للہ وکفیٰ وسلام علیٰ عبادہ الذین اصطفےٰ

اما بعد

آج کے خطبہ جمعہ میں مسلمان مردوں اور عورتوں کو

قرآن مجید کے مسئلہ تطفیف

سے آگاہ کرنا چاہتا ہوں

تاکہ جرم تطفیف کے مجرم بارگاہِ الٰہی میں یہ عذر

نہ کر سکیں

کہ اے اللہ (تعالیٰ) تیرے کسی بندے نے ہمیں اس جرم سے آگاہ ہی نہیں کیا تھا

قرآن شریف کا اعلان عام

قولہ تعالےٰ :۔ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ ۙ الَّذِيْنَ اِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاسِ يَسْتَوْفُوْنَ ۖ وَ اِذَا كَالُوْهُمْ اَوْ وَّزَنُوْهُمْ يُخْسِرُوْنَ ؕ اَلَا يَظُنُّ اُولٰٓئِكَ اَنَّهُمْ مَّبْعُوْثُوْنَ ۙ لِيَوْمٍ عَظِيْمٍ ۙ يَّوْمَ يَقُوْمُ النَّاسُ لِرَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ؕ

(پارہ ۳۰ سورۃ المطففین رکوع ۱)

ترجمہ :۔ کم تولنے والوں کے لئے تباہی ہے۔ وہ لوگ کہ جب لوگوں سے ماپ کر لیں تو پورا تولیں۔ اور جب ان کو ماپ یا تول کر دیں تو گھٹا کر دیں۔ کیا وہ خیال نہیں کرتے کہ وہ اٹھائے جائیں گے اس بڑے دن کے لئے جس دن سب لوگ رب العالمین کے سامنے کھڑے ہوں گے

تطفیف کے سلسلہ میں۔ بطور مثال کے ایک صورت تطفیف کی بیان کی گئی ہے۔ ورنہ حکم عام ہے اس آیت کے تحت میں کئی مثالیں آ سکتی ہیں۔

پہلی مثال

میاں بیوی کے درمیان یہ تطفیف جہنم میں جانے کا موجب بنے گی مثلاً میاں، عورت کو اٹھنے بیٹھنے میں یا کہیں آنے جانے میں یا کسی سے ملنے جلنے میں تو اپنی مرضی کا پابند بنانا چاہے مگر خود اس کی ضروریات کا لحاظ نہ رکھے مثلاً بیمار ہو جائے تو دوا لا کر دینے کی پروا نہ کرے۔ یا نہ تو کسی طبیب کو اس بچاری کی نبض دکھائے اور نہ اس بیوی کو گھر سے باہر کسی طبیب کے پاس جانے کی اجازت دے۔ یہ خاوند کی طرف سے تطفیف ہے

بیوی کی تطفیف

یہ ہے کہ اپنی تمام ضروریات تو خاوند کی گرہ سے پوری کرا لے مگر خاوند کی اطاعت نہ کرے۔ مثلاً خاوند کہتا ہے کہ میری اجازت کے سوا کہیں نہ جایا کرو۔ اور بیوی جب چاہے جہاں چاہے، خاوند کی اجازت کے بغیر نکل جائے۔ یہ بیوی کی تطفیف ہے۔ مطففین کے حق میں فیصلہ الٰہی یہی ہے کہ انہیں جہنم میں داخل کیا جائے۔ فاعتبروا یا اولی الابصار

دوسری مثال

استاد اور شاگرد کے درمیان تطفیف

استاد کی طرف سے تطفیف

جو کتاب پڑھائے۔ اس کا مطالعہ خود کر کے اور پڑھانے کے لئے تیار ہو کر خود نہ آئے اور طلبہ کو اپنی علمی قابلیت سے خود کتاب نہ سمجھا سکے۔ اور جب طالب العلم پوچھیں تو اُلٹا ان کو ڈانٹے کہ تم بڑے احمق ہو مطالعہ کر کے نہیں آتے اور مجھے ستاتے ہو۔ یہ استاد کی تطفیف ہے اس بھلے مانس استاد کو یہ خیال کرنا چاہئے کہ اگر وہ خود حل

کر سکتے تو تمہارے پاس ہی کیوں آتے۔

طالب العلم کی طرف سے تطفیف

یہ ہے کہ مطالعہ تو کر کے نہ آئے اور استاد سمجھائے تو بات سمجھ نہ سکے اور استاد کو تنگ کرے۔ یہ طالب العلم کی طرف سے تطفیف ہے۔

تیسری مثال

راعی اور رعایا کے درمیان تطفیف

راعی کی تطفیف

یہ ہے کہ راعی ایک طرح پر رعایا کی جان اور مال کا محافظ ہے۔ اور اس حفاظت کی خاطر رعایا سے ٹیکس وصول کرتا ہے۔ اور رعایا خوشی سے وہ ٹیکس ادا کرتی ہے۔ لہٰذا اگر کوئی غنیم رعایا کو جانی یا مالی نقصان پہنچانا چاہے تو راعی کا فرض ہے کہ اپنی فوجی طاقت کو حرکت میں لائے اور غنیم کو منہ توڑ جواب دے اور اپنی رعایا کو بچائے۔ اور اگر بالفرض ٹیکس تو رعایا سے وصول کرے اور آڑے وقت میں رعایا کی جان اور مال کی حفاظت نہ کرے تو یہ راعی کی تطفیف ہے جو عنداللہ (تعالیٰ) جرم عظیم ہے۔

رعایا کی تطفیف

یہ ہے کہ راعی جو ٹیکس لگائے وہ تو ادا نہ کرے اور پھر امید یہ کرے کہ راعی آڑے وقت ان کے کام آئے یہ رعایا کی طرف سے تطفیف ہے۔

بہرحال

سابقہ تینوں مثالوں کا نچوڑ یہ ہے کہ اپنا حق پورا لینا اور اس کے بدلے میں جو دوسرے کا حق ہے وہ پورا نہ دینا یہ تطفیف ہے اور یہ ایسا جرم ہے کہ اللہ تعالیٰ کا اعلان ہے کہ مطفف مستحق عذاب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

چوتھی مثال

مزدور اور کارخانہ کے مالک کی ہے۔

کارخانہ کے مالک کی تطفیف

یہ ہے کہ مزدوروں سے کام تو پوری طرح اور ضابطہ سے لے۔ مثلاً جو مزدور گھنٹہ دو گھنٹہ وقت معیّنہ سے دیر سے آئے تو اس کی تنخواہ میں سے اتنے گھنٹوں کی مزدوری کاٹ لی جائے۔ اور خود کارخانہ دار، بال بچے والے مسکین مزدوروں کو وقت پر تنخواہ نہ دے۔ تنخواہ کی معیّنہ تاریخ سے دو تین دن دیر سے تنخواہ دے ادھر ان مسکین مزدوروں کو دکاندار ستاتے ہیں کہ تم سودا تو ہم سے لے کر کھا بیٹھے کہ فلاں تاریخ پر تنخواہ ملے گی تو دے دیں گے۔ اب اس تاریخ پر کیوں نہیں دیا۔ یہ مالک کارخانہ کی طرف سے تطفیف ہے کہ وقت معیّن پر تنخواہ مزدوروں کو دی نہیں۔ اس لئے مزدوروں کو دکاندار ستاتے ہیں۔

اور

مزدور پیشہ لوگوں کی تطفیف

یہ ہے کہ مالک کارخانہ سے وقت پر تنخواہ تو لے لیں لیکن کام پر معیّنہ وقت سے دیر کر کے آئیں۔ اور دیر سے آنے کا کوئی بہانہ بنا کر دکھا دیں۔

انصاف

تو یہ چاہتا ہے کہ اگر دو گھنٹے دیر سے آئیں تو اس دن کا حرجانہ اپنی تنخواہ سے کٹوائیں۔ تب جرم تطفیف سے بچ سکتے ہیں۔ اور اگر تنخواہ باضابطہ مالک کارخانہ سے وصول کر لیں۔ اور اپنے دیر سے آنے کو کسی عذر پر محمول کر دیں۔ تو مجرم ہوں گے

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس مرض روحانی یعنی تطفیف سے بچائے آمین!

ورنہ

یاد رکھئے مرض تطفیف کے مریضوں کے لئے اللہ تعالیٰ نے جہنم میں پہنچانے کا اعلان قرآن شریف میں کیا ہوا ہے۔

اور وہ یہ ہے

وَیْلٌ لِّلْمُطَفِّفِیْنَ

مرض تطفیف روحانی کے مریضوں کے لئے دوزخ کا عذاب ہے۔

وما علینا الا البلاغ

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۹ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۶ر جنوری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ اَلۡحَمۡدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیۡنَ اصۡطَفٰی

اَمَّا بَعۡدُ

آدمی دو قسم کے ہیں

پہلی قسم وہ ہے۔ جن کا مقصد حیات فقط یہ ہے۔ کہ دنیا کی زندگی آرام سے گزرے۔

دوسری قسم وہ ہے۔ جن کا مقصد یہ ہے۔ کہ آخرت کے حساب وکتاب میں کوئی خلاف مرضی الٰہی کرنے کا ہم پر الزام نہ لگنے پائے۔

ثبوت

پہلی قسم

قولہ تعالیٰ: مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡعَاجِلَۃَ عَجَّلۡنَا لَہٗ فِیۡہَا مَا نَشَآءُ لِمَنۡ نُّرِیۡدُ ثُمَّ جَعَلۡنَا لَہٗ جَہَنَّمَ یَصۡلٰىہَا مَذۡمُوۡمًا مَّدۡحُوۡرًا ۔

(سورۃ بنی اسرائیل رکوع ۲ پارہ ۱۵)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا چاہتا ہے۔ تو ہم سردست دنیا میں سے بھی جس قدر چاہتے ہیں۔ دیتے ہیں۔ پھر ہم نے اس کے لئے جہنم تیار کر رکھی ہے۔ جس میں وہ ذلیل و خوار ہو کر گریگا

برادران اسلام

اللہ تعالےٰ نے یہ فیصلہ جو سنایا ہے۔ یہ مسلمانوں کے لئے ایک طرح پر تازیانہ عبرت ہے۔ کاش کہ مسلمان اس پر غور کریں۔ کہ اللہ تعا کیا فرما رہا ہے۔ کیا اکثر مسلمانوں کا یہ نصب العین نہیں ہے۔ کہ خدا کرے۔ لڑکا کالج کی تعلیم پائے۔ اور خدا کرے کامیاب ہو جائے۔ تاکہ بچے کو کہیں نوکری مل جائے۔ یہ ہے۔ ماں باپ کا نصب العین کہ بیٹا نوکر ہو جائے۔ خواہ سور خوار چمار کا ہو۔

اے مسلمانو

تمہاری غیرت اسلامی کہاں ڈوبی۔ بچے کو نوکری مل جائے سہی۔ خواہ سور کھانے والے کا ہی نوکر بن جائے۔

اے مسلمان تیری عقل کہاں گئی

ہائے افسوس۔ صد افسوس۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا چاہتا غلام اور سور کھانے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ کے دشمن کا نوکر اور فرمانبردار۔

مصرعہ

بریں عقل و ہمت بباید گریست

ترجمہ۔ عقل اور غیرت کو کھونے والو۔ بیٹھ کر روؤ۔ کیونکہ مالک حقیقی یعنی اللہ تعالےٰ جل شانہٗ نے تم سے عقل بھی چھین لی۔ اور عقل کا اندھا کر دیا۔

اب

شکر کرو۔ کہ اللہ تعالےٰ اسلامی حکومت لایا ہے۔ تاکہ حال اور مآل کو عقل خداداد سے سمجھ سکو۔

وما علینا الا البلاغ

محض دنیا کے طالب کا انجام

قولہ تعالیٰ: مَنۡ کَانَ یُرِیۡدُ الۡحَیٰوۃَ الدُّنۡیَا وَزِیۡنَتَہَا نُوَفِّ اِلَیۡہِمۡ اَعۡمَالَہُمۡ فِیۡہَا وَہُمۡ فِیۡہَا لَا یُبۡخَسُوۡنَ ۔ اُولٰٓئِکَ الَّذِیۡنَ لَیۡسَ لَہُمۡ فِی الۡاٰخِرَۃِ اِلَّا النَّارُ وَحَبِطَ مَا صَنَعُوۡا فِیۡہَا وَبٰطِلٌ مَّا کَانُوۡا یَعۡمَلُوۡنَ ۔

(سورۃ ہود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ جو کوئی دنیا کی زندگی اور اُس کی آرائش چاہتا ہے اور ان کے اعمال یہیں پورے کر دیتے ہیں۔ اور انہیں کچھ بھی نقصان نہیں دیا جاتا یہ وہی ہیں۔ جن کے لئے آخرت میں آگ کے سوا کچھ نہیں۔ اور برباد ہو گیا جو کچھ انہوں نے دنیا میں کیا تھا۔ اور خراب ہو گیا۔ جو کچھ کمایا تھا۔

آخرت کے طالب کا انجام

قولہ تعالیٰ: اِنَّ الَّذِیۡنَ اٰمَنُوۡا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ وَاَخۡبَتُوۡۤا اِلٰی رَبِّہِمۡ ۙ اُولٰٓئِکَ اَصۡحٰبُ الۡجَنَّۃِ ۚ ہُمۡ فِیۡہَا خٰلِدُوۡنَ ۔

(سورۃ ہود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ البتہ جو لوگ ایمان لائے اور نیک کام کئے۔ اور اپنے رب کے سامنے عاجزی کی۔ وہ جنت میں رہنے والے ہیں وہ اس میں ہمیشہ رہیں گے

دونوں مذکورہ جماعتوں کے متعلق فیصلہ الٰہی

قولہ تعالیٰ (مَثَلُ الْفَرِيقَيْنِ كَالْأَعْمَى وَالْأَصَمِّ وَالْبَصِيرِ وَالسَّمِيعِ هَلْ يَسْتَوِيَانِ مَثَلًا أَفَلَا تَذَكَّرُونَ ۝

(سورۃ ھود رکوع ۲ پارہ ۱۲)

ترجمہ۔ دونوں فریق کی مثال ایسی ہے۔ جیسے ایک اندھا اور بہرا ہو۔ اور دیکھنے اور سننے والا۔ کیا دونوں کا حال برابر ہے۔ پھر تم کیوں نہیں سمجھتے۔

دنیا کے طالب اور آخرت کے طالب کی بارگاہ الٰہی میں ایک مثال

فقط دنیا کا طالب (اور آخرت کو نظرانداز کرنے والا) اور فقط آخرت میں کامیابی کا شائق، فقط دنیا کا طالب بارگاہ الٰہی میں گویا کہ اندھا اور بہرہ ہے اور آخرت میں کامیابی کا شائق گویا کہ آنکھوں کی بینائی اور کانوں کی شنوائی سلامت رکھتا ہے۔

فاعتبروا یا اولی الابصار وما علینا الا البلاغ

براداران اسلام

جو کچھ اس خطبہ میں تحریر کیا گیا ہے۔ وہ کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کے ارشادات کو مدنظر رکھ کر عرض کیا گیا ہے۔ تا کہ آپ بارگاہ الٰہی میں قیامت کے دن یہ عذر نہ کر سکیں کہ اے اللہ تیرا قرآن پاک عربی زبان میں تھا۔ اور ہم عربی زبان سے نا آشنا تھے۔ اب تو یہ عذر رفع کر دیا گیا ہے۔ کہ جو عربی زبان سے نا آشناس ہیں۔ اب اردو میں پیش کر دینے کے باعث وہ عذر رفع ہوگیا۔ والحمد للہ۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۵ر شعبان المعظم ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ر فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

روزہ کی فرضیت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی امت پر کی گئی ہے جیسا کہ پہلی امتوں پر روزہ فرض تھا

گزشتہ دعویٰ کا ثبوت ملاحظہ ہو

قولہ تعالیٰ (یٰۤاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُتِبَ عَلَیْکُمُ الصِّیَامُ کَمَا کُتِبَ عَلَی الَّذِیْنَ مِنْ قَبْلِکُمْ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اے ایمان والو۔ تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں۔ جس طرح ان لوگوں پر فرض کئے تھے۔ جو تم سے پہلے تھے۔

انسانوں کو روزہ رکھانے میں ہمارا مقصد یہ تھا

قولہ تعالیٰ (لَعَلَّکُمْ تَتَّقُوْنَ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ تاکہ تم پرہیزگار ہو جاؤ۔

یعنی

اللہ تعالیٰ کی طرف سے جس چیز کی مخالفت کی جائے۔ تم اس چیز سے پرہیز کرنے کے عادی بن جاؤ۔

روزہ کے متعلق دوسرے احکام الٰہی ملاحظہ ہوں

پہلا حکم

قولہ تعالیٰ (اَیَّامًا مَّعْدُوْدٰتٍ)

ترجمہ۔ گنتی کے چند روز کیونکہ سال کے تین سو ساٹھ دن ہوتے ہیں۔ اور رمضان شریف کے زیادہ سے زیادہ تیس دن ہوتے ہیں۔ لہٰذا رمضان شریف کے دنوں کی تعداد سال کے دنوں کے مقابلہ میں چند دن ہی بنتی ہے۔

دوسرا اور تیسرا حکم

قولہ تعالیٰ (وَمَنْ کَانَ مِنْکُمْ مَّرِیْضًا اَوْ عَلٰی سَفَرٍ فَعِدَّۃٌ مِّنْ اَیَّامٍ اُخَرَ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ پھر جو کوئی تم میں سے بیمار ہو یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے

یعنی

دوسرے دنوں میں روزے رکھ کر رمضان شریف کے گزشتہ دنوں کی گنتی پوری کردے۔

چوتھا حکم

قولہ تعالیٰ (وَعَلَی الَّذِیْنَ یُطِیْقُوْنَہٗ فِدْیَۃٌ طَعَامُ مِسْکِیْنٍ)

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ اور ان پر جو اس کی طاقت رکھتے ہیں۔ فدیہ ہے ایک مسکین کا کھانا۔

اس طعام مسکین سے مراد صدقہ فطر ہے

روزہ کے متعلق احادیث مبارکہ

پہلی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا دَخَلَ رَمَضَانُ فُتِحَتْ اَبْوَابُ السَّمَآءِ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ جَھَنَّمَ وَسُلْسِلَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَفِیْ رِوَایَۃٍ فُتِحَتْ اَبْوَابُ الرَّحْمَۃِ۔ متفق علیہ

ترجمہ۔ (حضرت) ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جب رمضان (شریف) داخل ہوتا ہے آسمان کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور ایک روایت میں ہے۔ بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں۔ اور شیاطین کو پابہ زنجیر کر دیا جاتا ہے۔ اور ایک روایت میں ہے۔ رحمت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں

دوسری حدیث شریف

سہل بن سعد سے روایت ہے۔ کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ بہشت کے آٹھ دروازے ہیں۔ ان میں ایک دروازے کا نام ریّان ہے۔ اس دروازے سے سوائے روزہ داروں کے کوئی داخل نہیں ہوگا۔ (متفق علیہ)

تیسری حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ مَنْ صَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ رَمَضَانَ اِیْمَانًا وَّاحْتِسَابًا غُفِرَ لَہٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِہٖ وَمَنْ قَامَ لَیْلَۃَ الْقَدْرِ اِیْمَانًا

وَاحْتِسَابًا غُفِرَلَهٗ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِهٖ
متفق علیہ۔

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ جو شخص رمضان (شریف) کے روزے رکھے گا درآنحالیکہ اس میں ایمان بھی ہو۔ اور طلب ثواب کی خاطر رکھے گا اس نے اس سے پہلے جو گناہ کئے تھے۔ سب بخش دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص رمضان (شریف) کی رات کو قیام کرے گا۔ بشرطیکہ دل میں ایمان ہو اور طلب ثواب کی خاطر قیام کرے۔ اس کے پہلے گناہ سب معاف کر دیئے جائیں گے۔ اور جو شخص لیلۃ القدر کی رات کو کھڑا ہوگا۔ درآنحالیکہ اس میں ایمان ہو۔ اور ثواب حاصل کرنے کے لئے کھڑا ہوا اس کے پہلے گناہ بخش دئے جائینگے

چوتھی حدیث شریف

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كُلُّ عَمَلِ ابْنِ اٰدَمَ يُضَاعَفُ الْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا اِلٰى سَبْعِمِائَةِ ضِعْفٍ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى اِلَّا الصَّوْمَ فَاِنَّهٗ لِيْ وَاَنَا اَجْزِيْ بِهٖ يَدَعُ شَهْوَتَهٗ وَطَعَامَهٗ مِنْ اَجْلِيْ لِلصَّائِمِ فَرْحَتَانِ فَرْحَةٌ عِنْدَ فِطْرِهٖ وَفَرْحَةٌ عِنْدَ لِقَاءِ رَبِّهٖ وَلَخُلُوْفُ فَمِ الصَّائِمِ اَطْيَبُ عِنْدَ اللّٰهِ مِنْ رِيْحِ الْمِسْكِ وَالصِّيَامُ جُنَّةٌ وَاِذَا كَانَ يَوْمُ صَوْمِ اَحَدِكُمْ فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَصْخَبْ فَاِنْ سَابَّهٗ اَحَدٌ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ امْرُءٌ صَائِمٌ
(متفق علیہ)

ترجمہ۔ ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کے ہر نیک عمل کا ثواب زیادہ کیا جاتا ہے۔ اس طرح ایک ایک نیکی کا ثواب دس گنا ملتا ہے۔ یہاں تک کہ سات سو گنے تک یہ ثواب پہنچ جاتا ہے۔ اللہ تعالے نے فرمایا ہے۔ کہ روزہ کا ثواب اس سے بھی بالاتر ہے۔ اس لئے کہ روزہ صرف میرے لئے ہے یعنی بندہ اس کو صرف میری خوشنودی کے لئے رکھتا ہے اور میں ہی اس کی جزا دوں گا۔ (روزہ دار) اپنی خواہشات کو چھوڑتا ہے۔ صرف میری رضا کے لئے اور میں اس کی جزا دونگا اور روزہ دار کے لئے دو خوشیاں حاصل ہوتی ہیں۔ ایک خوشی روزہ کھولنے کے وقت۔ اور دوسری خوشی اپنے پروردگار سے ملاقات کے وقت۔ روزہ دار کے مونہہ کی بو خدا (تعالیٰ) کے نزدیک مشک سے زیادہ خوشبودار ہوتی ہے۔ اور روزہ ڈھال ہے۔ کہ اس کے سبب سے دنیا میں بندہ شیطان کے شر سے محفوظ رہتا ہے۔ اور آخرت میں دوزخ کی آگ سے۔ اور جب تم میں سے کسی کا روزہ ہو۔ تو وہ نہ تو فحش باتیں کرے۔ اور نہ بیہودگی سے چلائے۔ اور اگر اس کو کوئی بُرا کہے۔ یا اس سے کوئی لڑنے کا ارادہ کرے تو وہ اس سے کہہ دے۔ کہ میں روزہ دار ہوں۔ مجھ کو بُرا کہنا یا کسی سے لڑنا زیبا نہیں ہے (بخاری ومسلم)

روزہ کو پاک رکھو

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ لَّمْ يَدَعْ قَوْلَ الزُّوْرِ وَالْعَمَلَ بِهٖ فَلَيْسَ لِلّٰهِ حَاجَةٌ فِيْ اَنْ يَّدَعَ طَعَامَهٗ وَشَرَابَهٗ (رواه البخاری)

ترجمہ۔ حضرت ابی ہریرہؓ کہتے ہیں فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جو شخص جھوٹ بولنا اور بُرا کام کرنا نہ چھوڑے (یعنی روزہ میں) پس خدا کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی چھوڑ دے اپنا کھانا پینا

غم دور کرنے کا وظیفہ

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ دَوَآءٌ مِّنْ تِسْعَةٍ وَّتِسْعِيْنَ دَآءً اَيْسَرُهَا الْهَمُّ

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ لا حول ولا قوۃ الا باللہ ننانویں بیماریوں کی دوا ہے جن میں سے معمولی بیماری غم ہے۔

لا حول ولا قوۃ کی فضیلت

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَؓ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلَا اَدُلُّكَ عَلٰى كَلِمَةٍ مِّنْ تَحْتِ الْعَرْشِ مِنْ كَنْزِ الْجَنَّةِ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ يَقُوْلُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَسْلَمَ عَبْدِيْ وَاسْتَسْلَمَ رَوَاهُمَا البیهقی

ترجمہ۔ حضرت ابو ہریرہؓ کہتے ہیں۔ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ کیا نہ بتاؤں میں تم کو ایک کلمہ، جو اترا ہے عرش کے نیچے سے اور جنت خزانہ ہے، اور وہ یہ ہے۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ جس وقت کہتا ہے بندہ اس کو، فرماتا ہے خدا وند تعالے (اس کے جواب میں) اطاعت گزار بندہ میرا یا نجات پائی میرے بندے نے اور فرمانبردار ہوا یا سپرد کر دیئے اس نے تمام کام خدا کی طرف۔

خطبہ یوم الجمعہ ۳ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ر فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

رمضان شریف کے روزوں کو تکلیف مالایطاق نہ سمجھا جائے بلکہ اس میں بہت سے فوائد ہیں

مثلاً

قولہ تعالیٰ ؛ شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ يُرِيْدُ اللّٰهُ بِكُمُ الْيُسْرَ وَلَا يُرِيْدُ بِكُمُ الْعُسْرَ ۡ وَلِتُكْمِلُوا الْعِدَّةَ وَلِتُكَبِّرُوا اللّٰهَ عَلٰي مَا هَدٰىكُمْ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن (مجید) اتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے۔ اور ہدایت کی روشن دلیلیں اور حق و باطل میں فرق کرنے والا ہے۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے (رمضان) کو پالے۔ تو اس کے روزے رکھے اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو۔ تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔ اللہ (تعالیٰ) تم پر آسانی چاہتا ہے۔ اور تم پر تنگی کرنا نہیں چاہتا اور تاکہ تم گنتی پوری کر لو۔ اور تاکہ تم اللہ (تعالیٰ) کی بڑائی بیان کرو۔ اس پر کہ اس نے ہدایت دی۔ اور تاکہ تم شکر کرو۔

وَاِذَا سَاَلَكَ عِبَادِيْ عَنِّىْ فَاِنِّىْ قَرِيْبٌ ۭ اُجِيْبُ دَعْوَةَ الدَّاعِ اِذَا دَعَانِ ۙ فَلْيَسْتَجِيْبُوْا لِيْ وَلْيُؤْمِنُوْا بِيْ لَعَلَّهُمْ يَرْشُدُوْنَ ۝ اُحِلَّ لَكُمْ لَيْلَةَ الصِّيَامِ الرَّفَثُ اِلٰى نِسَاۗىِٕكُمْ ۭ ھُنَّ لِبَاسٌ لَّكُمْ وَاَنْتُمْ لِبَاسٌ لَّهُنَّ ۭ عَلِمَ اللّٰهُ اَنَّكُمْ كُنْتُمْ تَخْتَانُوْنَ اَنْفُسَكُمْ فَتَابَ عَلَيْكُمْ وَعَفَا عَنْكُمْ ۚ فَالْئٰنَ بَاشِرُوْھُنَّ وَابْتَغُوْا مَا كَتَبَ اللّٰهُ لَكُمْ ۠ وَكُلُوْا وَاشْرَبُوْا حَتّٰى يَتَبَيَّنَ لَكُمُ الْخَيْطُ الْاَبْيَضُ مِنَ الْخَيْطِ الْاَسْوَدِ مِنَ الْفَجْرِ ۠ ثُمَّ اَتِمُّوا الصِّيَامَ اِلَى الَّيْلِ ۚ وَلَا تُـبَاشِرُوْھُنَّ وَاَنْتُمْ عٰكِفُوْنَ ۙ فِي الْمَسٰجِدِ ۭ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَقْرَبُوْھَا ۭ كَذٰلِكَ يُبَيِّنُ اللّٰهُ اٰيٰتِهٖ لِلنَّاسِ لَعَلَّهُمْ يَتَّقُوْنَ ۝

(سورۃ البقرۃ رکوع ۲۳ پارہ ۲)

گزشتہ آیتوں کے احکام الٰہی کی تفصیل

(۱) قرآن مجید کا نزول - رمضان شریف میں ہوا ہے۔
(۲) قرآن مجید لوگوں کی راہ نمائی کے لئے نازل ہوا - یعنی جو معاملہ پیش آئے - اس معاملہ میں بتلائے - کہ اللہ تعالےٰ کی مرضی کیا ہے۔
(۳) اور ہر معاملہ میں حق اور باطل میں تمیز کرانے والا ہے۔
(۴) اور جو کوئی رمضان شریف کے مہینہ کو پالے - تو اس میں روزے رکھے
(۵) اور جو مریض یا مسافر ہو۔ وہ شخص ماہ رمضان کے روزے چھوڑ سکتا ہے - ہاں پھر جب مریض تندرست ہو جائے - یا مسافر گھر آ جائے - تو پھر روزے پورے کرے
(۶) اللہ تعالےٰ اپنے احکام کی تعمیل میں تنگی کرنا نہیں چاہتا بلکہ آسانی پیدا کرنا چاہتا ہے
(۷) تا کہ اللہ تعالےٰ کے حکم کی تعمیل بھی پوری ہو جائے اور تمہیں بھی تکلیف مالایطاق نہ ہو۔
(۸) ہر دعا کرنے والے کی دعا قبول کرتا ہوں - جب بھی مجھے پکاریں۔
(۹) پس انہیں چاہئے - کہ میرا حکم مانیں۔
(۱۰) اور بندوں کو چاہئے - کہ مجھ پر ایمان لائیں - تا کہ ہدایت پائیں۔
(۱۱) روزے کی رات میں مردوں کو اپنی بیویوں سے ملنا جائز ہے - وہ تمہارے لئے پردہ ہے - اور تم ان کے لئے پردہ ہو۔
(۱۲) اور روزہ کی رات کو کھاؤ اور پیو حتیٰ کی تم پر سفید تاگہ فجر کا رات کے سفید تاگہ سے جدا ہو جائے
(۱۳) سحور کو روزہ رکھ کر اس روزے کو رات تک پورا کرو۔
(۱۴) اور جب اعتکاف پر بیٹھ جاؤ تو بھی عورت سے ملنا جلنا چھوڑ دو۔
(۱۵) یہ بیان فرمودہ اللہ تعالےٰ کے احکام ہیں - ان کے توڑنے کے قریب بھی مت جاؤ۔
وما علینا الا البلاغ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اتباع کی ضرورت

ازروئے قرآن مجید

پہلی دلیل

قرآن مجید میں اللہ تعالےٰ کا ارشاد واجب الاعتقاد یہ ہے۔
وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ۝ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ۝
(سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)
ترجمہ - اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے - جو اس (پیغمبر) پر آتی ہے

ان گذشتہ دو آیتوں سے ثابت ہوا - کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ زبان مبارک سے فرماتے ہیں سب وحی الٰہی ہے۔

البتہ محققین نے وحی کی دو قسمیں کی ہیں وحی جلی - اور وہ قرآن مجید ہے - جسے حضرت جبرئیلؑ پڑھ کر سنا جاتے ہیں - جس وحی کو قرآن مجید کے نام سے پکارا جاتا ہے۔

اور دوسری قسم وحی کی وہ ہے - جو اللہ تعالےٰ آپ کے دل میں القا فرما دیتے ہیں۔
اسے وحی خفی کہتے ہیں - بالفاظ دیگر حدیث شریف ہے۔

لہذا ثابت ہوگیا - کہ وحی خفی بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہی القاء ہوتی ہے۔

یعنی حدیث شریف

سابقہ بیان کی بناء پر ہی رسول اللہ صلی اللہ کے سچے متبعین کا عقیدہ ہے۔

کہ قرآن مجید وحی جلی ہے اور حدیث شریف وحی خفی ہے

اور علماء کرام کے اس سابقہ عقیدہ کی بناء پر ہی کہا کرتا ہوں کہ منکر حدیث منکر قرآن ہے - اور منکر قرآن خارج از اسلام ہے - اور نام کسی کا نہیں لیتا - تا کہ کسی شخص کی تنقیص شان نہ ہو - البتہ مسئلہ واضح کر دیا ہے - اور دعا کرتا ہوں کہ خدا کرے بھٹکے ہوئے احباب راہ راست پر آجائیں - وما علینا الا البلاغ۔
وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے اتباع کی ضرورت

ازروئے قرآن مجید

دوسری دلیل

قوله تعالیٰ (وَمَآ اٰتٰىكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰىكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ شَدِيْدُ الْعِقَابِ) (سورۃ الحشر رکوع ۱ پارہ ۲۸)
ترجمہ - اور جو کچھ تمہیں رسول دے اسے لے لو اور جس سے منع کرے اس سے باز رہو - اور اللہ (تعالےٰ) سے ڈرو - بیشک اللہ (تعالیٰ) سخت عذاب دینے والا ہے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۰ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ ۱۶ فروری ۱۹۶۲ء

از جناب شیخ التفسیر حضرت مولانا احمد علی صاحب مدظلہ العالی دروازہ شیرانوالہ لاہور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

ارشادات نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والسلام

متعلقہ رمضان شریف

حدیث اول

عَنْ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ رضی اللہ عنہ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِذَا کَانَ اَوَّلُ لَیْلَۃٍ مِّنْ شَھْرِ رَمَضَانَ صُفِّدَتِ الشَّیَاطِیْنُ وَمَرَدَۃُ الْجِنِّ وَغُلِّقَتْ اَبْوَابُ النَّارِ فَلَمْ یُفْتَحْ مِنْھَا بَابٌ وَفُتِحَتْ اَبْوَابُ الْجَنَّۃِ فَلَمْ یُغْلَقْ مِنْھَا بَابٌ وَیُنَادِیْ مُنَادٍ یَا بَاغِیَ الْخَیْرِ اَقْبِلْ وَیَا بَاغِیَ الشَّرِّ اَقْصِرْ وَلِلّٰہِ عُتَقَاءُ مِنَ النَّارِ وَذٰلِکَ کُلَّ لَیْلَۃٍ۔ (رواہ الترمذی و ابن ماجۃ ورواہ احمد عن رجل)

ترجمہ۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے۔ کہ جس وقت رمضان کی پہلی رات آتی ہے۔ تو شیطان قید کر دئے جاتے ہیں۔ اور سرکش جن (بھی) قید کر دئے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کر دئے جاتے ہیں اور دوزخ کا کوئی دروازہ کھولا نہیں جاتا۔ اور بہشت کے دروازے کھول دئے جاتے ہیں۔ اور بہشت کا کوئی دروازہ بند نہیں کیا جاتا۔ اور ایک اعلان کرنے والا اعلان کرتا ہے۔ یہ کہ اے نیکی کے طالب نیکی کی طرف متوجہ ہو۔ اور اے برائی کا ارادہ رکھنے والے برائی سے باز آ اور اللہ (تعالیٰ) آزاد کرتا ہے۔ اس مبارک مہینے میں دوزخ سے بہت سے لوگوں کو۔ اور ایسا ہر رات کو ہوتا ہے۔ (یعنی منادی کرنے والا روزانہ رات کو یہ اعلان کرتا ہے (ترمذی شریف و ابن ماجہ)

دوسری حدیث شریف

ابوہریرۃ فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تمہارے پاس رمضان (شریف) کا مہینہ آیا ہے۔ جس کے روزے اللہ (تعالیٰ) نے تم پر فرض کئے ہیں۔ اس مہینہ میں آسمان کے دروازے کھولے جاتے ہیں۔ اور دوزخ کے دروازے بند کئے جاتے ہیں۔ اور سرکش شیطانوں کو طوق پہنایا جاتا ہے اس مہینہ میں اللہ (تعالیٰ) کی ایک خاص رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔ جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا وہ ہر بھلائی سے محروم رہا (احمد نسائی)

تیسری حدیث شریف

عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) نے فرمایا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ رمضان (شریف) اور قرآن (مجید) بندہ کی سفارش کریں گے۔ چنانچہ روزہ یہ کہے گا۔ کہ اے اللہ (تعالیٰ) میں نے اس کو کھانے اور خواہشات سے دن میں روکے رکھا۔ پس اس کے لئے میری سفارش قبول فرما اور قرآن (مجید) یہ کہے گا۔ کہ میں نے اس کو رات کی نیند سے باز رکھا (یعنی سونے نہیں دیا) پس اس کے حق میں تو میری سفارش قبول فرما۔ پس ان کی سفارش قبول کی جائیں گی۔ (بیہقی)

پس

مسلمانوں کو چاہئے۔ کہ ان ہر دو سفارشیوں کی سفارش اپنے لئے ضرور مہیا فرمائیں۔ ورنہ قیامت کے دن ان اللہ تعالےٰ کے بندوں کو مطعون نہ بنائیں۔ کہ ان کو دوزخ سے بچا لینے والے ایسے سفارشی معلوم تھے۔ لیکن ہمیں سفارشیوں کا پتہ نہیں تبلایا۔ برادران اسلام۔ اب تو ہمارے بھائی بہنوں کو اس عذر کا موقعہ نہیں ملیگا۔ وما علینا الا البلاغ

چوتھی حدیث شریف

انسؓ بن مالک سے روایت ہے کہ جب رمضان کا مہینہ شروع ہوا تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ یہ مہینہ تم میں آیا ہے۔ اور اس میں ایک ایسی رات ہے۔ جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے پس جو شخص اس کی بھلائی سے محروم رہا۔ وہ تمام بھلائیوں سے محروم رہا۔ اور اس کی نیکیوں سے محروم نہیں رکھا جاتا۔ مگر وہ شخص جو بے نصیب ہے (ابن ماجہ)

پانچویں حدیث شریف

سلمان فارسی (رضی اللہ تعالےٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ شعبان کے آخری

دن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمارے سامنے خطبہ دیا اور فرمایا۔ کہ اے لوگو! ایک مہینے نے تم پر سایہ ڈالا ہے۔ جو بڑا بابرکت مہینہ ہے۔ یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس میں ایک رات ہے جو ہزار مہینوں سے بہتر ہے اللہ تعالٰے نے اس مہینے کے روزے فرض کئے ہیں۔ اور اس کی رات کی عبادت نفل قرار دی ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی نیکی سے اللہ تعالٰے کا قرب تلاش کرے یعنی اللہ تعالٰے کی رضا مندی حاصل کرنے کے لئے نفل عبادت کرے اس کا ثواب اتنا ہی ہوتا ہے جتنا فرض کا رمضان کے مہینہ کے سوا دوسرے مہینوں میں اور فرض کا ثواب ستر فرضوں کا۔ اور یہ مہینہ صبر کا مہینہ ہے۔ اور صبر کا ثواب جنت ہے۔ اور یہ مہینہ غم خواری کا ہے۔ اور یہ مہینہ ایک ایسا مہینہ ہے۔ جس میں مومن کا رزق زیادہ کیا جاتا ہے۔ جو شخص اس مہینہ میں کسی روزہ دار کا روزہ افطار کرائے۔ وہ اس کے لئے گناہوں کی بخشش کا باعث ہوتا ہے۔ اور دوزخ کی آگ سے نجات کا ذریعہ۔ اور روزہ دار کے ثواب کے برابر اسے ثواب ملتا ہے۔ اور اس سے روزہ دار کے ثواب میں بھی کوئی کمی نہیں ہوتی۔ ہم نے پوچھا۔ ہم سب کے پاس اتنا سامان نہیں ہے۔ کہ اس سے ہم روزہ دار کے روزے افطار کرائیں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالٰے یہ ثواب اس شخص کو بھی عطا فرماتا ہے۔ جو لسّی کے ایک گھونٹ یا ایک کھجور یا پانی کے ایک گھونٹ سے کسی کا روزہ افطار کرائے۔ اور جو شخص روزہ دار کو پیٹ بھر کر کھانا کھلائے۔ سیراب کرے گا۔ اس کو اللہ تعالٰے میرے حوض سے ایسا پانی پلائے گا۔ کہ پھر کبھی اس کو پیاس نہ لگے گی۔ یہاں تک کہ وہ جنت میں جائے۔ اور یہ ایسا مہینہ ہے۔ کہ اس کے ابتدا میں رحمت ہے۔ درمیان میں مغفرت۔ اور آخر میں دوزخ سے نجات۔ اور جس شخص نے اس مہینہ میں اپنے غلام (روزہ دار) سے کم کام لیا۔ اور اس کے کام میں تخفیف کردی۔ اس کو اللہ تعالیٰ بخش دیتا ہے۔ اور اس کو دوزخ سے نجات دیتا ہے۔ بیہقی

کے دن ان سے بالاتر ہونگے
ان پرہیزگاروں کا دستور العمل قرآن مجید ہے۔
ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ ۛ فِيْهِ ۛ هُدًى لِّلْمُتَّقِيْنَ ۙ (بقرہ۔ ایت ۲)

ترجمہ۔ یہ وہ کتاب ہے جس میں کوئی شک نہیں پرہیزگاروں کے لئے ہدایت ہے۔

اور یہ دستور حیات بھی رمضان مبارک میں اترا
شَهْرُ رَمَضَانَ الَّذِيْٓ اُنْزِلَ فِيْهِ الْقُرْاٰنُ هُدًى لِّلنَّاسِ وَبَيِّنٰتٍ مِّنَ الْهُدٰى وَالْفُرْقَانِ ۚ
(بقرہ ایت ۱۸۵)

ترجمہ۔ رمضان کا وہ مہینہ ہے۔ جس میں قرآن اتارا گیا۔ جو لوگوں کے واسطے ہدایت ہے

یعنی

رمضان شریف میں قرآن کریم آسمان دنیا کی طرف اترا۔ پھر حسب ضرورت اور موقع تھوڑا تھوڑا بیس سال تک آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوتا رہا۔

اب اس ہدایت کے پیراؤں کو چاہئے۔ کہ اس کے اوامر و نواہی پر عمل کریں۔ اوامر میں ایک امر روزہ رکھنے کا بھی ہے
فَمَنْ شَهِدَ مِنْكُمُ الشَّهْرَ فَلْيَصُمْهُ ۭ (بقرہ ایت ۱۸۵)

ترجمہ۔ سو جو کوئی تم میں سے اس مہینے کو پالے تو اس کے روزے رکھے۔

مگر بیمار اور مسافر کے لئے آسانی فرما دی۔
وَمَنْ كَانَ مَرِيْضًا اَوْ عَلٰي سَفَرٍ فَعِدَّةٌ مِّنْ اَيَّامٍ اُخَرَ ۭ

ترجمہ۔ اور جو کوئی بیمار یا سفر پر ہو تو دوسرے دنوں سے گنتی پوری کرے۔

یعنی

شرعی سفر میں اختیار ہے کہ روزہ کی قضا کرلے اور جتنے روزے چھوٹ جائیں۔ وہ بعد میں رکھ لے۔ سفر کی حالت میں روزہ رکھنا جائز بھی ہے۔ آج کل کے آرام دہ سفر میں قضا کرنے کی نوبت شاذ و نادر ہی پیش آتی ہے بیمار جسے جسمانی عارضہ لاحق ہو۔ وہ بھی قضا کرسکتا ہے مگر بالکل معمولی مرض جو دوسرے دنیاوی کاروبار سے رکاوٹ کا باعث نہیں بنتا اسے روزہ نہ رکھنے کا بہانہ نہ بنا لینا چاہئے۔

ایک رکن

اسلام کے ارکان خمسہ میں سے ایک روزہ بھی ہے۔

حدیث۔ بُنِيَ الْاِسْلَامُ عَلٰى خَمْسٍ شَهَادَةِ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ وَاِقَامِ الصَّلٰوةِ وَاِيْتَاۗءِ الزَّكٰوةِ وَحَجِّ الْبَيْتِ وَصَوْمِ رَمَضَانَ
(ریاض الصالحین بحوالہ متفق علیہ)

ترجمہ۔ اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں پر ہے۔ اس بات کی گواہی دینا کہ اللہ تعالٰے کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسول ہیں۔ اور نماز قائم کرنا زکوٰۃ ادا کرتے رہنا۔ اور بیت اللہ کا حج کرنا۔ اور رمضان کے روزے رکھنا۔

اب

دیگر ارکان کی طرح روزے کی حفاظت بھی عین فرض ہے۔ اور بلا شرعی عذر کے روزہ ہرگز نہ چھوڑنا چاہئے

روزہ ڈھال ہے

حدیث۔ اَلصِّيَامُ جُنَّةٌ
(موطا امام مالک)

ترجمہ۔ روزہ ڈھال ہے

یعنی

جس طرح ڈھال پر دشمن وار روکا جاتا ہے۔ روزہ گناہوں سے بچاتا ہے۔ اور قیامت کے دن دوزخ سے بچاؤ کا باعث ہوگا۔

روزہ میں بیہودہ گوئی سے بچنا

حدیث۔ وَاِذَا كَانَ اَحَدُكُمْ صَائِمًا فَلَا يَرْفُثْ وَلَا يَجْهَلْ فَاِنِ امْرُؤٌ شَاتَمَهٗ اَوْ قَاتَلَهٗ فَلْيَقُلْ اِنِّيْ صَائِمٌ اِنِّيْ صَائِمٌ (موطا امام مالک)

ترجمہ۔ جب تم سے کوئی روزہ دار ہو۔ تو اسے چاہئے کہ بیہودہ نہ بکے اور جہالت نہ کرے۔ اگر کوئی شخص اسے گالیاں دے یا اس کے ساتھ لڑے تو کہہ دے میں روزہ دار ہوں۔ میں روزہ دار ہوں۔

یعنی

نہ گالی دینے والے کو گالی دے نہ لڑنے والے کے ساتھ لڑے۔

رمضان میں نیک اعمال زیادہ کرنے چاہئیں

حدیث۔ اِذَا دَخَلَ الْعَشْرُ اَحْيَا اللَّيْلَ وَاَيْقَظَ اَهْلَهٗ وَشَدَّ الْمِئْزَرَ (ریاض الصالحین بحوالہ بخاری ومسلم)

ترجمہ۔ جب رمضان کا اخیر عشرہ آتا تھا۔ تو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رات کو بیدار رہتے اپنے گھر والوں کو بھی بیدار رکھتے تھے۔ اور اپنا تہ بند مضبوط باندھ لیتے تھے۔

یعنی

عبادت الٰہی میں خوب کوشش فرماتے تھے۔ اور معمول سے زیادہ کرتے تھے۔

خطبہ یوم الجمعۃ ۱۷ر رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲۳ر فروری ۱۹۶۲ء

جس کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا اور آپ کے صاحبزادے مولانا حافظ حمید اللہ صاحب نے اُن کی عدم موجودگی میں جب کہ آپ شدت سے علیل ہوگئے تھے پڑھکر سنایا

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَ کَفٰی وَ سَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی اَمَّا بَعْدُ

روزہ کو پاک رکھنے کے متعلق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایات

پہلی حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں۔ کہ جس شخص نے جھوٹ بولنا اور بُرے کام کرنے نہ چھوڑے۔ یعنی روزے ہیں۔ تو اللہ تعالیٰ کو اس کی ضرورت نہیں ہے کہ کوئی اپنا کھانا پینا چھوڑ دے (بخاری شریف)

لہذا

سب لوگوں سے بالعموم اور کاروباری لوگوں سے بالخصوص عرض کرتا ہوں کہ معمولی سا دنیا کا نفع کمانے کے لئے جھوٹ بولنا چھوڑ دیں اگر وہ چیز گاہک کی قسمت میں لینی لکھی ہے۔ تو وہ ضرور لے کر رہے گا۔ لہذا جھوٹ بولنے کی کیا ضرورت ہے

وما علینا الا البلاغ۔

دوسری حدیث شریف

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا) فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان میں کبھی ایسا اتفاق ہوتا۔ کہ جنابت کی حالت میں صبح ہو جاتی۔ اور یہ جنابت احتلام کے سبب سے نہیں بلکہ مجامعت کے سبب سے ہوتی تھی۔

تیسری حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو شخص روزہ کی حالت میں بھول کر کچھ کھا پی لے۔ تو وہ اپنے روزہ کو پورا کرے (اس لئے کہ جو کچھ اس نے بھول کر کھایا پیا ہے۔ وہ) اللہ تعالےٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ (بخاری شریف ومسلم شریف)

چوتھی حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ ہم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ کہ ایک شخص نے حاضر ہوکر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں تو ہلاک ہوگیا۔ آپ نے پوچھا کیا ہوا۔ اس نے کہا میں نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے ہمبستری کی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ کیا تیرے پاس کوئی غلام ہے۔ کہ اس کو آزاد کر دے۔ اس نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا کیا تو اتنی طاقت رکھتا ہے۔ کہ مسلسل دو مہینے کے روزے رکھ سکے۔ اس نے کہا۔ نہیں آپ نے فرمایا۔ کیا تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے۔ اس نے کہا۔ نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹھ جا۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی خاموش بیٹھ گئے (گویا کسی کا انتظار کر رہے ہیں) غرض ہم اسی طرح بیٹھے تھے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس ایک عرق کھجوروں کا لایا گیا (عرق کھجور کے پٹھوں کا بڑا تھیلا) آپ نے پوچھا سائل کہاں ہے۔ اس نے کہا میں حاضر ہوں۔ آپ نے فرمایا اس کو لے جا۔ اور خیرات کر دے۔ اس نے کہا یا رسول اللہ۔ کیا اس شخص کو خیرات دوں۔ جو مجھ سے زیادہ محتاج ہو۔ قسم ہے خدا کی مدینہ کی طرفوں میں کوئی گھر والا میرے گھر والوں سے زیادہ محتاج نہیں ہے دونوں طرفوں سے اس کی مراد دو پہاڑیاں تھیں۔ جو مدینہ منورہ کے مشرق اور مغرب میں واقع ہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یہ سن کر ہنس پڑے یہاں تک کہ آپ کی کچلیاں ظاہر ہوگئیں۔ پھر فرمایا۔ اپنے گھر والوں کو کھلا دے (بخاری ومسلم)

پانچویں حدیث شریف

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا۔ کہ وہ روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے اختلاط (بوس و کنار) کرلے۔ آپ نے اس کو اجازت دے دی۔ ایک اور شخص آیا۔ اور اس نے بھی یہی سوال کیا آپ نے اس کو منع فرمایا۔ جس کو

آپ نے اجازت دی تھی۔ وہ بوڑھا تھا۔ اور جس کو منع کیا تھا۔ وہ جوان تھا (ابو داؤد)

چھٹی حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ جس پر روزہ کی حالت میں قے غلبہ کرے یعنی خود بخود قے آجائے۔ اس پر قضا واجب نہیں۔ اور جو شخص قصداً قے کرے۔ اس پر قضا واجب ہے (ترمذی۔ ابوداؤد ابن ماجہ۔ دارمی)

ساتویں حدیث شریف

حضرت عامر بن ربیعہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) فرماتے ہیں۔ کہ میں نے اتنی مرتبہ روزہ کی حالت میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو مسواک کرتے دیکھا ہے۔ کہ میں شمار نہیں کرسکتا۔ (ترمذی۔ ابو داؤد)

آٹھویں حدیث شریف

حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہ) کہتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوکر عرض کیا۔ کہ میری آنکھیں دکھتی ہیں۔ کیا روزہ کی حالت میں میں سرمہ لگاؤں۔ آپ نے فرمایا۔ ہاں۔ (ترمذی)

نویں حدیث شریف

حضرت شدادؓ بن اوس فرماتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بقیع میں ایک شخص کے پاس تشریف لے گئے۔ جو بھری ہوئی سینگیاں کھچوا رہا تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم میرا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ اور رمضان (شریف) کی اٹھارہویں تاریخ تھی۔ آپ نے اس کو سینگیاں کھچواتے دیکھ کر فرمایا۔ سینگیاں کھینچنے والے اور کھچوانے دونوں نے روزہ توڑ ڈالا۔ (ابو داؤد۔ ابن ماجہ۔ دارمی)

خطبہ یوم الجمعۃ ۲۴ رمضان المبارک ۱۳۸۱ھ مطابق ۲ مارچ ۱۹۶۲ء

جس کو حضرت شیخ التفسیر مولانا احمد علی صاحب رحمۃ اللہ نے تحریر فرمایا تھا

حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کی عادت مبارک یہ تھی کہ جوں جوں مشاغل بڑھتے جاتے موصوف اپنے فرائض کی ادائیگی میں زیادہ انضباط، یکسوئی، اور انہماک سے کام لیتے چنانچہ خطبہ جمعہ جو لکھنا شروع کیا تو باوجود پیرانہ سالی، بیماری، عدیم الفرصتی کے کبھی اس کا ناغہ نہ ہونے دیا، بلکہ سفر مبارک حج و عمرہ کے پیش نظر کئی کئی خطبے قبل از وقت تیار رکھتے سو گذشتہ ہفتہ آپ نے اس دنیائے فانی سے کنارہ کشی اختیار کی تو ہمیں آپ کے کئی غیر مطبوعہ خطبے دستیاب ہوئے ایک خطبہ احقر نے جمعۃ الوداع کے روز پڑھ کر سنایا جو ذیل میں درج کیا جاتا ہے
(عبید اللہ انور)

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَكَفٰى وَسَلَامٌ عَلٰى عِبَادِهِ الَّذِيْنَ اصْطَفٰى

اَمَّا بَعْدُ

شیطان نے لوگوں کو ان کی بداعمالیاں اچھی کر دکھائیں

آج چودھویں صدی ہیں جو علماء کرام پیغام حق کتاب و سنتہ سے نکال کر پہنچا رہے ہیں۔ ان کے خلاف شیطان لعین عوام الناس سے مخالفت کرا رہا ہے۔ جو علماء کرام کتاب و سنتہ سے احکام پہنچاتے ہیں انہیں وہابی بنا دیتا ہے۔ وہابی کا لفظ ایک ہوّا بنا رکھا ہے۔ ورنہ وہابیت کیا ہے۔ اس کے علماء کو بھی معلوم نہیں۔ کیونکہ سارے نصاب تعلیم عربیت ہیں وہابی کی تاریخ ہے نہیں۔ اب ساری عرضداشت کا خلاصہ یہ ہے۔ کہ وہابیت کی تاریخ علماء کرام کو بھی معلوم نہیں اور ہر جاہل کے موہنہ ہیں وہابیت کا لفظ ہے۔ شیطان نے کس طرح لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ اللھم احفظنا عن شرہ برحمتك یا ارحم الرحمین۔ آمین۔

مقصد نزول قرآن مجید

قوله تعالى وَمَآ اَنْزَلْنَا عَلَيْكَ الْكِتٰبَ اِلَّا لِتُبَيِّنَ لَهُمُ الَّذِي اخْتَلَفُوْا فِيْهِ ۙ وَهُدًى وَّرَحْمَةً لِّقَوْمٍ يُّؤْمِنُوْنَ ۝ (پارہ ۱۴ سورۃ النحل رکوع ۸)

ترجمہ۔ اور ہم نے اسی لئے تجھ پر کتاب اتاری ہے۔ کہ تو انہیں وہ چیز کھول کر سنا دے جس ہیں وہ جھگڑ رہے ہیں۔ اور ایمان داروں کے لئے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔

حاصل

مقصد نزول قرآن مجید یہ ہے۔ تاکہ وہ لوگ جن مسائل ہیں جھگڑ رہے ہیں۔ ان ہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے فیصلہ کن بات پہنچا دے۔ اور یہ فرمان الٰہی یعنی قرآن مجید ایمانداروں کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہدایت اور رحمت بھی ہے۔ اللھم اجعلنا من اھل الایمان۔ آمین یا الہ العلمین

حاشیہ مولانا شبیر احمد صاحب رحمۃ اللہ علیہ

یعنی اسی طرح قرآن سے جاہلوں کو عالم اور مردہ دلوں کو زندہ کر دے گا۔ اگر توجہ قلبی اور انصاف سے سنیں گے۔
ایمان داروں کے لئے ہدایت اور رحمت ہے۔

کیوں

اس لئے کہ ایماندار لوگ اللہ تعالیٰ کے ہر ارشاد کو دل سے مان لیتے ہیں۔ اس لئے وہ ارشاد الٰہی ان کے لئے ہدایت اور رحمت بن جاتا ہے

اور

بے ایمان لوگ چونکہ ارشاد الٰہی کو دل سے مانتے نہیں اس لئے وہ ارشاد الٰہی نہ ان کے لئے صحیح راہ نمائی کا سبب بنتا ہے ہے۔ نہ اس پر عمل کرنے کے باعث اللہ تعالیٰ کی رحمت ان پر نازل ہوتی ہے۔ اللھم احفظنا عن ھذا الطریق

اسی لئے تو قرآن مجید کو یہ لقب دیا جا سکتا ہے

کہ قرآن مجید من جانب اللہ تعالیٰ نظام العمل حیات انسانی ہے۔
وما علینا الا البلاغ۔ وَاللّٰهُ يَهْدِيْ مَنْ يَّشَآءُ اِلٰى صِرَاطٍ مُّسْتَقِيْمٍ

جب قرآن مجید کو نظام عمل مان لیا گیا

اب صحیح معنوں میں مسلمان وہی ہوگا جو اس قرآن مجید کو اپنا دستور العمل مان لے

دعا کرتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو اس دستور العمل خداوندی کو اپنانے کی عطا فرمائے۔ اور ہر کلمہ گو کو جنت الفردوس ہیں پہنچائے۔ آمین یا الہ العالمین

اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث شریف کا درجہ ہے

کیونکہ اللہ تعالیٰ قرآن مجید ہیں

فرماتا ہے

قوله تعالیٰ (وَمَا يَنطِقُ عَنِ الْهَوَىٰ ۝ إِنْ هُوَ إِلَّا وَحْيٌ يُوحَىٰ ۝) (سورۃ النجم رکوع ۱ پارہ ۲۷)

ترجمہ - اور نہ وہ (پیغمبر) اپنی خواہش سے کچھ کہتا ہے - یہ تو وحی ہے جو اس پر آتی ہے۔

یعنی

پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام جو کچھ زبان مبارک سے فرماتا ہے - وہ وحی ہے - جو خدا تعالےٰ کی طرف اس (پیغمبر) پر نازل ہوتی ہے۔

علمائے دین ہی

سمجھ سکتے ہیں - جو قواعد عربیہ کو جانتے ہیں - کہ ما اور الا کلمہ حصر کا ہے - یعنی جو کچھ فرماتے ہیں وہ اللہ تعالےٰ کی طرف سے آپ پر وحی ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا
ہر فرمان وحی تو ہے
البتہ متقدمین علماء کرام سے لیکر
متاخرین اہل حق علماء کرام
تک یہ عقیدہ چلا آرہا ہے

کہ وحی کی دو قسمیں ہیں

ایک وحی جلی کہلاتی ہے - جو جبرئیل علیہ السلام لا کر آپ تک پہنچاتے ہیں - اور وہ ہے قرآن مجید - اور دوسری وحی خفی کہلاتی ہے جسے اللہ تعالےٰ آپ کے دل میں خود القا فرماتے ہیں - اسے حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کہا جاتا ہے۔

تحقیق تو یہی ہے

جو عرض کر چکا ہوں - آج کل ایک مسلمانوں کا فرقہ حدیث شریف کا منکر ہو رہا ہے - اللہ تعالےٰ سے دعا کرتا ہوں - کہ انہیں راہ راست پر لائے - اور پھر قدیم عقیدہ پر آنے کی توفیق عطا فرمائے - تاکہ مستقبل کے نتائج بد سے بچ جائیں

وما علینا الا البلاغ

قوله تعالیٰ تَاللَّهِ لَقَدْ أَرْسَلْنَا إِلَىٰ أُمَمٍ مِّن قَبْلِكَ فَزَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطَانُ أَعْمَالَهُمْ فَهُوَ وَلِيُّهُمُ الْيَوْمَ وَلَهُمْ عَذَابٌ أَلِيمٌ ۝ (سورۃ النحل رکوع ۸ پارہ ۱۴)

ترجمہ - اللہ کی قسم ہم نے تجھ سے پہلے بھی قوموں میں رسول بھیجے تھے۔ پھر شیطان نے لوگوں کو ان کی بد اعمالیاں اچھی کر دکھائیں سو آج بھی اُن کا وہی دوست ہے - اور ان کے لئے دردناک عذاب ہے

حاصل

ہم نے آپ سے پہلے بھی کئی امتوں کی طرف انبیاء علیہم السلام بھجوائے مگر شیطان نے انہیں اپنے اعمال سابق ہی آراستہ کرکے دکھائے آج رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک زمانہ میں بھی) شیطان لعین بدستور سابق کفار مکہ معظمہ کو ان کے اعمال آراستہ کرکے دکھا رہا تھا - اور پہلی اُمتوں کی طرح کفار مکہ سے بھی پیغمبر علیہ السلام کی مخالفت کرا رہا تھا

ہم

تو جس راستے کو صحیح سمجھتے ہیں اسی کی راہ نمائی (نہیں) کرتے ہیں - آئندہ ان کی قسمت مانیں یا نہ مانیں مانیں گے - تو ان کا بھلا ہوگا - نہ مانیں گے - تو نتائج بد ان کے حق میں نکلیں گے - اللہ تعالےٰ انہیں نتائج بد سے بچنے کی توفیق عطا فرمائے - آمین یا الہ العالمین

میں کسی مسلمان بھائی کو بُرے الفاظ سے یاد نہیں کرتا۔

البتہ

یہ اپنا فرض سمجھتا ہوں - کہ اگر میرا مسلمان بھائی صراط مستقیم سے پھسل جائے - تو محبت سے انہیں راہ راست پر بلاؤں - اور اس بے روی کے نتائج سے آگاہ کروں

میرے بھائی منکر حدیث

یہ بتلاؤ - کہ تم نے کسی محقق محدث سے علم حدیث پڑھا ہے - اگر کسی محقق محدث سے علم حدیث پڑھتے - تو انہیں چونکہ علم حدیث کا یقین ہوتا - تمہارے اندر بھی علم حدیث کا یقین پیدا ہو جاتا اگر تم

علم حدیث

اعلیحضرت مقتدانا و مولانا حضرت مولانا حسین احمد صاحب مدنی رحمۃ اللہ علیہ

یا

حضرت مولانا و مقتدانا - حضرت مولانا سید انور شاہ صاحب رحمۃ اللہ علیہ سے زانوئے ادب تہ کرکے علم حدیث پڑھتے - تو کبھی منکر حدیث شریف نہ ہوتے - بلکہ علم حدیث کی طرف داعی ہوتے - اور تمہیں

علم حدیث شریف کی صداقت

پر وہ یقین ہو جاتا - جو ان کے دل میں تھا -

افسوس

ہے - اے منکر حدیث بھائی جن لوگوں کی تم نے صحبت پائی - وہ اس علم حدیث کے ماہر اور داعی نہ تھے - لہٰذا تم پہ علم حدیث شریف کی حق و صداقت کا

رنگ کس کی صحبت سے چڑھتا

إِنَّا لِلَّهِ وَإِنَّا إِلَيْهِ رَاجِعُونَ

دعا

اے اللہ (تعالیٰ) تو میرے بھولے بھٹکے بھائیوں کو راہ راست پر لا - آمین یا الہ العالمین۔

خطبہ یوم الجمعہ ۲ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۹ مارچ ۱۹۶۲ء

یہ خطبۂ جمعہ بھی حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر کردہ ہے۔ جسے آپ نے وفات سے چند روز پہلے تحریر فرمایا تھا۔ چونکہ اس کا ابتدائی حصہ ہی ۹ مارچ کے جمعہ میں پڑھا جا سکا لہٰذا بقیہ حصہ آئندہ جمعہ کو پیش کیا جائیگا۔

(احقر عبید اللہ انور)

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۝ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْدُ

ظلم کے انجامِ بد سے بچو

اس پر قرآن مجید سے شواہد

پہلا شاہد

وَ مِنَ النَّاسِ مَنْ یَّتَّخِذُ مِنْ دُوْنِ اللّٰہِ اَنْدَادًا یُّحِبُّوْنَھُمْ کَحُبِّ اللّٰہِ ط وَ الَّذِیْنَ اٰمَنُوْآ اَشَدُّ حُبًّا لِّلّٰہِ ط وَ لَوْ یَرَی الَّذِیْنَ ظَلَمُوْآ اِذْ یَرَوْنَ الْعَذَابَ لا اَنَّ الْقُوَّۃَ لِلّٰہِ جَمِیْعًا لا وَّ اَنَّ اللّٰہَ شَدِیْدُ الْعَذَابِ ۝ اِذْ تَبَرَّاَ الَّذِیْنَ اتُّبِعُوْا مِنَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا وَ رَاَوُا الْعَذَابَ وَ تَقَطَّعَتْ بِھِمُ الْاَسْبَابُ ۝ وَ قَالَ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْا لَوْ اَنَّ لَنَا کَرَّۃً فَنَتَبَرَّاَ مِنْھُمْ کَمَا تَبَرَّءُوْا مِنَّا ط کَذٰلِکَ یُرِیْھِمُ اللّٰہُ اَعْمَالَھُمْ حَسَرٰتٍ عَلَیْھِمْ ط وَ مَا ھُمْ بِخٰرِجِیْنَ مِنَ النَّارِ ۝

(سورۃ بقر رکوع ۴ پارہ ۲)

ترجمہ:۔ اور ایسے لوگ بھی ہیں۔ جنہوں نے اللہ کے سوا اور شریک بنا رکھے ہیں۔ جن سے ایسی محبت رکھتے ہیں۔ جیسی کہ اللہ سے رکھنی چاہئے۔ اور ایمان والوں کو تو اللہ ہی سے زیادہ محبت ہوتی ہے۔ اور کاش دیکھتے وہ جو ظالم ہیں۔ جب عذاب دیکھیں گے۔ کہ سب قوّت اللہ ہی کے لئے ہے۔ اور اللہ سخت عذاب دینے والا ہے۔ جب وہ لوگ بیزار ہو جائیں گے جن کی پیروی کی گئی تھی اور وہ عذاب کو دیکھ لیں گے اور ان کے تعلقات ٹوٹ جائیں گے۔ اور کہیں گے وہ لوگ جنہوں نے پیروی کی تھی کاش ہمیں دوبارہ جانا ہوتا تو ہم بھی ان سے بیزار ہو جاتے جیسے یہ ہم سے بیزار ہوئے ہیں۔ اسی طرح اللہ انہیں ان کے اعمال حسرت دلانے کے لئے دکھائے گا اور وہ دوزخ سے نکلنے والے نہیں۔

یہ کیا۔ کہ ان ظالموں نے اللہ تعالےٰ کے علاوہ دوسروں کو بھی حاجت روا بنایا۔ اور یہی شرک ہے۔ جس طرح جاہل مسلمان بزرگوں کی قبروں پر جا کر منّت مان آتے ہیں کہ اے بزرگ! اگر تو مجھے ایک بیٹا دے دے تو میں تیری قبر پر ایک بکرا چڑھاوا چڑھاؤنگا۔ جب اللہ تعالےٰ اس آدمی کو بیٹا دیتا ہے تو یہ نہیں سمجھتا کہ اللہ تعالےٰ نے بیٹا دیا ہے۔ اس کا شکر کروں۔ بلکہ ایک بکرا خرید کرکے اس بزرگ کی قبر پر (مثلاً پانچ میل یا چھ میل) پر جا کر ذبح کراتا ہے۔ تاکہ اس بزرگ کے احسان کا شکریہ ہو جائے۔ اگر اللہ تعالےٰ کے نام پر شکریہ کے طور پر بکرا ذبح کراتا تو اللہ تعالیٰ اس کے گاؤں میں بھی موجود تھا۔ اور یہ بزرگ وہاں گاؤں میں موجود نہیں تھا۔ اس لئے بکرے کو گاؤں سے چلا کر اس بزرگ کے مزار پر لایا ہے۔ در اصل یہ حق اللہ تعالےٰ کا تھا کہ اس کا شکریہ ادا کرتا۔ کہ اس نے بیٹا دیا ہے اور بجائے اللہ تعالےٰ کے اس بزرگ وفات یافتہ کا ممنون احسان ہوا کہ اس نے دیا ہے۔ اور

یہی ظلم

اور بے انصافی ہے کہ بیٹے کی نعمت تو اللہ تعالےٰ نے دی اور اس نے اس مردہ بزرگ کا شکریہ ادا کیا جس کا اس نعمت کے عطا ہونے میں کوئی دخل ہی نہیں۔

بیٹا یا بیٹی

دینا فقط اللہ تعالےٰ کے اختیار میں ہے نہ کسی وفات یافتہ بزرگ کے اختیار میں۔

اللہ تعالےٰ کا فرمان

ملاحظہ ہو:۔

لِلّٰہِ مُلْکُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ط یَخْلُقُ مَا یَشَآءُ ط یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ اِنَاثًا وَّ یَھَبُ لِمَنْ یَّشَآءُ الذُّکُوْرَ لا اَوْ یُزَوِّجُھُمْ ذُکْرَانًا وَّ اِنَاثًا ج وَ یَجْعَلُ مَنْ یَّشَآءُ عَقِیْمًا ط اِنَّہٗ عَلِیْمٌ قَدِیْرٌ ۝

(پارہ ۲۵ ع ۶۔ سورہ شوریٰ)

ترجمہ:۔ آسمانوں اور زمینوں میں اللہ تعالےٰ ہی کی بادشاہی ہے۔ جو چاہتا ہے پیدا کرتا ہے۔ جسے چاہتا ہے لڑکیاں عطا کرتا ہے اور جسے چاہے لڑکے بخشتا

ہے۔ یا لڑکے اور لڑکیاں ملا کر دیتا ہے اور جسے چاہتا ہے بانجھ کر دیتا ہے۔ بے شک وہ خبردار قدرت والا ہے۔

اے مسلمان

گذشتہ آیتوں کا ترجمہ غور سے پڑھ۔ کیا بیٹا یا بیٹی دینا کسی اور کے اختیار میں ہے۔ پھر کیوں تو اللہ تعالےٰ کے کام دوسروں سے منسوب کرتا ہے۔ اور یہی شرک ہے۔ اس سے توبہ کر۔ وما علینا الا البلاغ۔

اے مسلمان

ہوش کر جو تمہیں کتاب وسنّت کا راستہ دکھائے اور مذکور الصدر گمراہی سے بچانا چاہے تو فوراً کہہ دیتے ہیں کہ یہ تعلیم دینے والے وہابی ہوں گے۔ جو بزرگوں کے قائل نہیں ہوتے اور بزرگوں کا ادب نہیں کرتے۔

کیا

بزرگوں کے ادب کے یہی معنی ہیں کہ انہیں شریک خدا بنایا جائے

وہابی کا لفظ

ایک ہوّا لوگوں نے بنا رکھا ہے۔ ورنہ میں کہا کرتا ہوں۔ کہ ہمارے علماء جو فارغ التحصیل ہوتے ہیں۔ وہ سو میں سے سو فیصدی وہابیت سے بالکل ناواقف ہوتے ہیں کیونکہ ہمارے درس نظامی میں جو سارے ہندوستان میں پڑھایا جاتا ہے کوئی کتاب وہابیت کے موضوع پر نہیں پڑھائی جاتی۔ اس لئے کہا ہوں کہ وہابیت کے حالات اور کردار سے ان کے مولوی بھی جاہل اور ناآشنا ہوتے ہیں۔ میں نے خود بحمداللہ تعالےٰ سارا درس نظامی پڑھا ہے۔ اور یہ فقرہ سمجھ سے کہا کرتا ہوں کہ مولوی بھی فارغ ہونے کے بعد وہابیت سے ناواقف اور جاہل ہوتے ہیں۔

اور

وہابی کا طعنہ

ہر جاہل اپنے مدّمقابل کو دے دیتا ہے اگرچہ وہ کتاب و سنّت کی ترجمانی کر رہا ہو۔ اور خواہ وہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا پکّا مقلّد ہو اور بعد از کتاب و سنّت حضرت امام اعظم رحمتہ اللہ علیہ کا مقلّد ہو۔ کہ جو چیز کتاب و سنت میں بظاہر نظر نہ آئے وہ بجائے اس کے کہ اپنی رائے سے عمل کرے حضرت امام اعظم ابو حنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کی رائے پر عمل کرے۔ اس شرط پر کہ اگر بالفرض کتاب و سنت کے مخالف ہو گی تو چھوڑ دوں گا۔ اس مشروط اتباع میں کیا حرج ہے۔ لیکن بادجود مقلّد ہونے کے جاہلوں کی

رائے کے خلاف

کوئی بات کہہ دی جائے تو جھٹ اس کے حق میں وہابی کا لفظ استعمال کر لیا جاتا ہے۔ اللہ تعالےٰ ان جاہلوں کے فتنوں سے بچائے اور کتاب و سنّت کے اتباع کے بعد بجائے اپنی رائے کے ائمہ اربعہ میں سے کسی نہ کسی امام کی تقلید کی توفیق عطا فرمائے۔

میں خود الحمدللہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمتہ اللہ علیہ کا مقلد ہوں لیکن اس تقلید کو جزو ایمان نہیں سمجھتا۔ بلکہ امام مالک کے متبعین اور امام شافعی رحمتہ اللہ علیہ کے متبعین اور امام احمد بن حنبل رحمتہ اللہ علیہ کے متبعین سب کو حق پر سمجھتا ہوں۔ دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب مسلمانوں کو اپنا بھائی سمجھنے کی توفیق عطا فرمائے۔ وما علینا الا البلاغ۔

دوسرا شاہد

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ص وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ج وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ط وَلَا تَتَّخِذُوْا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا وَّاذْكُرُوْا نِعْمَتَ اللّٰهِ عَلَيْكُمْ وَمَآ اَنْزَلَ عَلَيْكُمْ مِّنَ الْكِتٰبِ وَالْحِكْمَةِ يَعِظُكُمْ بِهٖ ط وَاتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْلَمُوْٓا اَنَّ اللّٰهَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمٌ ۝

(پارہ ۲ ع ۱۳ ۔سورہ بقر)

ترجمہ:۔ اور جب عورتوں کو طلاق دے دو۔ پھر وہ اپنی عدت کو پہنچ جائیں۔ تو انہیں حسن سلوک سے روک لو یا انہیں دستور کے مطابق چھوڑ دو۔ اور انہیں تکلیف دینے کے لئے نہ روکو تاکہ تم سختی کرو۔ اور جو ایسا کرے گا تو وہ اپنے اوپر ظلم کرے گا۔ اور اللہ کی آیتوں کا تمسخر نہ اڑاؤ۔ اور اللہ کے احسان کو یاد کرو جو اس نے تم پر کتاب اور حکمت اتاری ہے کہ تمہیں اس سے نصیحت کرے۔ اور اللہ سے ڈرو۔ اور جان لو کہ اللہ ہر چیز کو خوب جاننے والا ہے۔

عبرت

اوپر والے بیان الہٰی میں یہ اعلان ہے کہ انسانی حقوق العباد میں بھی انصاف کرنا چاہئے مثلاً عورت کو طلاق رجعی دے دی۔ جب اس کی عدّت گذرنے کو آئی ہے تو پھر اس نیّت سے رجوع نہ کر لینا کہ پھر اپنے نکاح میں لا کر پھر اسے طلاق دے دیں گے۔ پھر کچھ روز کے بعد دوسری طلاق دے دینگے تاکہ پھر عدّت میں بیٹھے۔ اور رجوع کرتے ہیں ارادہ اس عورت کو آرام دینے کا نہیں ہے بلکہ خراب کرنا مقصود ہے۔ اللہ تعالےٰ کے ہاں یہ ظلم بھی پسند نہیں ہے۔

خطبہ یوم الجمعہ ۹ ؍ شوال المکرم ۱۳۸۱ھ مطابق ۱۶ ؍ مارچ ۱۹۶۲ء

یہ خطبۂ جمعہ حضرت شیخ التفسیر رحمۃ اللہ علیہ کا تحریر فرمودہ ہے اس کا ابتدائی حصہ گذشتہ جمعہ جامع مسجد شیرانوالہ میں پڑھ کر سنایا گیا تھا جو گذشتہ اشاعت میں طبع ہو چکا ہے۔ بقیہ خطبہ اس جمعۃ المبارک کو پڑھا گیا تھا۔ جو شریک اشاعت کیا جائے۔ —احقر عبید اللہ انور

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ۔ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ وَکَفٰی وَسَلَامٌ عَلٰی عِبَادِہِ الَّذِیْنَ اصْطَفٰی

اَمَّا بَعْد

ظلم کے انجامِ بد سے بچو!

اس پر

قرآن مجید کے شواہد

تیسرا شاہد

وَ لَقَدْ اَرْسَلْنَآ اِلٰٓی اُمَمٍ مِّنْ قَبْلِكَ فَاَخَذْنٰهُمْ بِالْبَاْسَآءِ وَالضَّرَّآءِ لَعَلَّهُمْ يَتَضَرَّعُوْنَ ۝ فَلَوْلَآ اِذْ جَآءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا وَلٰكِنْ قَسَتْ قُلُوْبُهُمْ وَ زَيَّنَ لَهُمُ الشَّيْطٰنُ مَا كَانُوْا يَعْمَلُوْنَ ۝ فَلَمَّا نَسُوْا مَا ذُكِّرُوْا بِهٖ فَتَحْنَا عَلَيْهِمْ اَبْوَابَ كُلِّ شَيْءٍ ؕ حَتّٰٓی اِذَا فَرِحُوْا بِمَآ اُوْتُوْٓا اَخَذْنٰهُمْ بَغْتَةً فَاِذَا هُمْ مُّبْلِسُوْنَ ۝ فَقُطِعَ دَابِرُ الْقَوْمِ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا ؕ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝

(سورۃ الانعام رکوع ۵ پارہ ۷)

ترجمہ:۔ اور ہم نے تجھ سے پہلے بہت سی امتوں کے ہاں رسول بھیجے تھے۔ پھر ہم نے انہیں سختی اور تکلیف میں پکڑا۔ تاکہ وہ عاجزی کریں۔ پھر کیوں نہ ہوا۔ کہ جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو عاجزی کرتے۔ لیکن ان کے دل سخت ہو گئے اور شیطان نے انہیں وہ کام آراستہ کر کے دکھائے جو وہ کیا کرتے تھے پس جب وہ اس نصیحت کو بھول گئے جو ان کو کی گئی تھی تو ہم نے ان پر ہر چیز کے دروازے کھول دئے۔ یہاں تک کہ جب وہ ان چیزوں میں خوش ہو گئے جو انہیں دی گئی تھیں ہم نے انہیں اچانک پکڑ لیا۔ پس وہ اس وقت ناامید ہو کر رہ گئے۔ پھر ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ اور اللہ ہی کے لئے سب تعریف ہے۔ جو سارے جہان کا پالنے والا ہے

حاصل

اس تیسرے شاہد کا حاصل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے بھی کئی امتوں کے ہاں رسول بھیجے۔ (پھر انہوں نے رسول کے فرمان پر عمل کرنے سے انکار کیا) پھر اللہ تعالیٰ نے انہیں سختی سے پکڑا تاکہ عاجزی کریں مگر انہوں نے عاجزی نہ کی اور شیطان نے انہیں وہی کام آراستہ کر کے دکھائے جو وہ کرتے تھے اور ہماری نصیحت کو بالکل بھول گئے پھر وہ اصلاح سے بالا طاق ہو گئے۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان نافرمانوں پر ہر نعمت کے دروازے کھول دئے۔ جس طرح ناقابلِ شفا مریض پر سے طبیب پرہیز اٹھا دیتا ہے۔ اس کے بعد ان ظالموں کی جڑ کاٹ دی گئی۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

فَلَوْلَا كَانَ مِنَ الْقُرُوْنِ مِنْ قَبْلِكُمْ اُولُوْا بَقِيَّةٍ يَّنْهَوْنَ عَنِ الْفَسَادِ فِی الْاَرْضِ اِلَّا قَلِيْلًا مِّمَّنْ اَنْجَيْنَا مِنْهُمْ ۚ وَاتَّبَعَ الَّذِيْنَ ظَلَمُوْا مَآ اُتْرِفُوْا فِيْهِ وَ كَانُوْا مُجْرِمِيْنَ ۝ وَ مَا كَانَ رَبُّكَ لِيُهْلِكَ الْقُرٰی بِظُلْمٍ وَّ اَهْلُهَا مُصْلِحُوْنَ ۝

(سورہ ہود رکوع ۱۰ پارہ ۱۲)

ترجمہ:۔ سو ان جماعتوں میں ایسے لوگ کیوں نہ ہوئے جو تم سے پہلے تھیں۔ جو ملک میں فساد پھیلانے سے منع کرتے بجز چند آدمیوں کے جنہیں ہم نے ان میں سے بچا لیا تھا۔ اور جن لوگوں نے نافرمانی کی تھی۔ وہ تو انہیں لذتوں کے پیچھے پڑے رہے۔ جو ان کو دی گئی تھیں۔ اور وہ مجرم تھے۔ اور تیرا رب ہرگز ایسا نہیں۔ جو بستیوں کو زبردستی سے ہلاک کر دے اور وہاں کے لوگ نیک ہوں۔